عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۴

ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

اگست ۱۹۹۷ء

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

تم پر میری اور خلفائے راشدینؓ کی سنت لازم ہے (ارشاد نبویؐ)

بیادگار مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ لولاک ملتان

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

شمارہ ۳۵/۱
۴

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ

صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا اللہ بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا محمد علی صدیقی

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: شکیل زبیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

تشکیل

قانون توہین رسالت اور امریکہ کا واویلا	ادارہ	۳
مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء	مولانا تاج محمودؒ	۵
مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ	محمد اورنگ زیب اعوان	۱۲
احمقوں کی دوزخ کے دانشور	علامہ ابو طیپو خالد	۱۴
قادیانی شبہات کے جوابات	ادارہ	۱۸
معراج شریف پر مولانا لال حسین اخترؒ کی تقریر	ادارہ	۲۳
اکابر کے خطوط	ادارہ	۲۶
مسیحی اعتراضات کے جوابات	مولانا لال حسین اخترؒ	۲۸
قادیانیوں کے اصلی عقائد	مولانا محمد شریف جالندھریؒ	۳۲
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	۳۹

قانون توہین رسالت اور امریکہ کا واویلا

امریکہ نے پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کا قانون ختم کردیا جائے۔ امریکی دفتر خارجہ نے کانگریس کی منظوری کے بعد ایک رپورٹ جاری کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن کوئی مسلمان اگر مذہب تبدیل کرے تو وہ ارتداد کے زمرے میں آتا ہے۔ رپورٹ میں یہ الزام بھی لگایا ہے کہ پاکستان میں مسیحی اقلیت کے خلاف اکثریتی فرقہ کے اقدامات پر پولیس اور انتظامیہ کاروائی کرنے یا مقدمہ چلانے میں ناکام رہتی ہے۔ جس سے اقلیتوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوگیا ہے۔

امریکہ اور بعض دوسرے مغربی ممالک اسلام کے خلاف ان دنوں جو مہم چلا رہے ہیں امریکی دفتر خارجہ کی رپورٹ اس مہم کا ایک حصہ ہے۔ امریکہ اور دوسرے اسلام دشمن مغربی دانشور اسلام کو انتہا پسندانہ مذہب اور اسلام پر عمل پیرا لوگوں کو بنیاد پرست قرار دیکر دراصل مسلمانوں کے خلاف نہ صرف اپنے خبیث باطن کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اسلام سے ان کے خوف کا اظہار بھی ہے۔ کیونکہ اسلام دشمن قوتوں کی بھرپور پروپیگنڈہ مہم کے باوجود امریکہ اور یورپ میں اسلام کی حقانیت تسلیم کرنے والوں کی مقدار میں اضافہ ہورہا ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی اسلامی ملک ہے ایک قوم کی حیثیت سے مسلمان اپنے عقیدے بالخصوص تحفظ ناموس رسالت کے بارے میں انتہائی حساس ہیں جبکہ امریکہ و یورپ کا مادر پدر آزاد معاشرہ یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ کوئی قوم الہامی ہدایات کی روشنی میں اپنا مذہب تبدیل نہ کرنے کی پابندی رضاکارانہ طور پر قبول کرسکتی ہے۔ جس طرح امریکہ ومغرب کے معاشروں میں کسی شخص کو فساد پھیلانے اور معاشرے کے لئے خطرہ بننے کی اجازت نہیں اور اسے دہشت گرد قرار دے کر سزائے موت دی جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح اسلامی معاشرے میں بھی کسی شخص کو یہ اجازت نہیں کہ وہ دین حق کو قبول کرنے کے بعد جب جی میں آئے اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب قبول کرے۔ امریکہ کیلئے امن وامان کا قیام جبکہ مسلمانوں کے لئے ایمان کا تحفظ اہم ترین مسئلہ ہے۔ یہ الگ بات بلکہ ملک عزیز پاکستان میں عیسائی اور قادیانی شد ومد سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ اگر امریکی رپورٹ کے مطابق واقعی مسلمانوں کو ارتداد سے روکنے کا قانون مؤثر ہے تو پھر عیسائیوں اور قادیانیوں کی تعداد میں اضافہ چہ معنی دارد؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قانون کے باوجود حکومت پاکستان رواداری سے کام لیتی ہے۔ جہاں تک قادیانیوں کا تعلق ہے انہوں نے خود ہی اسلام اور مسلمانوں سے ناطہ توڑ کر امت مسلمہ کے خلاف اعلان بغاوت کیا ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی نے قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ پڑھنے سے یہ کہہ کر انکار کردیا تھا کہ "آپ مجھے مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ یا غیر مسلم ملک کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیں" قادیانیوں نے مسلمانوں کو کافر وبے دین قرار دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسلام اور پاکستان کی قبروں کو کھوکھلا کرنے کی سعی لاحاصل کرتے رہے۔ بالآخر امت مسلمہ کی سوسالہ جدوجہد کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ کسی بھی پاکستان شہری نے قادیانیوں کے بطور اقلیت حقوق کا انکار نہیں کیا بلکہ یہ اقلیتی گروہ آج تک اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں بلکہ عوام اور پارلیمنٹ کے مشترکہ فیصلہ کو ختم کروانے کے لئے ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ امریکہ و یورپ میں انسان حقوق کے حوالے سے اسلام اور

پاکستان کے خلاف فضا پیدا کر رہا ہے۔ توہین رسالت کا قانون ہو یا اقلیتوں کے حوالے سے دوسرے قوانین ان کا مقصد اقلیتوں اور مسلمانوں کے مابین غلط فہمیاں پیدا کرنا یا اقلیتوں کو دوسرے درجے کا شہری بنانا نہیں بلکہ بعض جنونی افراد کی انتہا پسند سرگرمیوں کی روک تھام اور ان کے خلاف مسلمانوں کے غم و غصہ کو بے قابو ہو کر ہنگامہ و فساد کی شکل اختیار کرنے سے روکنا ہے۔ تاکہ ایسے ملعون جو کسی وجہ سے اکثریت کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا سبب بنیں انہیں قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے نہ صرف اپنے کیئے کی سزا ملے بلکہ اپنے دفاع کا حق بھی ملے۔

لاعلم امریکی شاید نہیں جانتے کہ توہین رسالت کا قانون منظور ہونے کے بعد اقلیتوں کو تحفظ کا احساس ہوا ہے۔ اور چند شرپسند عناصر کے سوا جو معاشرے میں کسی نہ کسی طور پر ہنگامہ و تخریب کی فضا برقرار رکھنا چاہتے ہیں ۔ اقلیتی قیادت نے سکون کا سانس لیا ہے۔ امریکہ کو اس امر کا احساس ہونا چاہیے کہ تحفظ ناموس رسالت ایک ایسا نازک معاملہ ہے۔ جسے چھیڑ کر وہ مسلمانوں کی دینی غیرت و حمیت اور جذبہ ایمانی کا امتحان نہ لے۔ امریکہ کو جان لینا چاہیے کہ مسلمان ناموس رسالت پر ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان قربان کرنا بھی عین سعادت سمجھتے ہیں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں کی شہادت اس کا بین ثبوت ہے۔

امریکی وزارت خارجہ کی اس رپورٹ پر حکومت پاکستان کو فوری طور پر شدید احتجاج کرنا چاہیے اور امریکہ پر واضح کردینا چاہیئے کہ وہ اپنے اداروں کو ایسی رپورٹیں تیار کرنے سے باز رکھے۔ جو مسلمانوں کی دل آزاری کے باعث بنتی ہیں

گزشتہ دور میں حکومت پاکستان نے امریکی دباؤ کے تحت بعض ایسے انتظامی اقدامات کیے ہیں جن کے تحت توہین رسالت کے مقدمات کے اندراج میں انتہائی احتیاط برتی جاتی ہے۔ اور یہ بات آن دی ریکارڈ ہے کہ اس قانون کے تحت مقدمات کے اندراج کی تعداد تقریباً صفر ہے۔ لیکن امریکی دفتر خارجہ نے اس مسئلہ کو اچھال کر خود مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت پاکستان کو امریکہ کی اس رپورٹ کا فی الفور جواب دینا چاہیے۔ جو کہ دینی غیرت و حمیت اور محبت رسول ﷺ کا مظہر ہو۔ اور اس سلسلہ میں کسی قسم کا نرم رویہ نہ اختیار کیا جائے۔

(ادارہ)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کے لئے قائدین کی روانگی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بارھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۰ اگست کو برمنگھم میں منعقد ہورہی ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کیلئے حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا اللہ وسایا۔ صاحبزادہ حافظ محمد عابد اور مولانا مفتی محمد جمیل خان برطانیہ روانہ ہوچکے ہیں۔ برطانیہ اور جرمنی میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں اور دیگر تربیتی اجتماعات میں شرکت کے بعد زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت حاصل کرکے یہ وفد انشاء اللہ اوائل ستمبر میں واپس پاکستان پہنچے گا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء

مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان رحمتہ اللہ علیہ جامع صفات شخصیت کے مالک تھے۔ خیر القرون کو چھوڑ کر سرور کائنات ﷺ فداہ ابی و امی کی امت کے منتخب اور نابغہ روزگار لوگوں کی جو فہرست بن سکتی ہے۔ وہ اس میں شامل تھے۔ وہ علم کا خزانہ، عرفان کا دریا اور استقامت کا پہاڑ تھے انہوں نے پوری زندگی علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس اور تبلیغ میں گزار دی۔ حق تعالیٰ نے ان سے حفاظت اور اشاعت اسلام کا عظیم کام لیا۔ ان کی دینی اور ملی خدمات کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ یہ مختصر فرصت ان کا مقام و مرتبت اور ان کی علمی اور عملی خدمات کی تفصیلات کے تذکرے کی متحمل نہیں ہے۔

مولانا بنوری کے علمی مقام و منزلت کے سلسلہ میں اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ محدث جلیل علامہ دوراں سید انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ علامہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے جتنے شاگرد آج دنیا میں موجود ہیں ان سب کو اس بات سے اتفاق ہے کہ مولانا بنوریؒ، سید انور شاہ کا صحیح عکس اور ان کی پوری تصویر تھے۔ مولانا کی متعدد علمی تصانیف ہیں لیکن ان میں سرفہرست جس تصنیف کا عرب اور عجم ہر جگہ غلغلہ بلند ہو رہا ہے وہ حدیث کی کتاب ترمذی شریف کی شرح معارف السنن ہے جسے مولانا بنوری نے اپنے استاد حضرت انور شاہ کشمیری کے مقدس اور معطر انفاس قرار دیا ہے۔ ان چھ جلدوں میں لکھے ہوئے نادرہ روزگار بلند پایہ علمی اور دینی سرمایہ سے آج جامعہ ازہر اور دنیا کی دوسری بڑی بڑی علمی درسگاہوں میں پڑھنے والے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ان کا قائم کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن جسے دیکھ کر لندن واشنگٹن یا ماسکو کی کسی یونیورسٹی کا گمان ہوتا ہے ہمارے تمام دینی مدارس میں قابل فخر طور پر خدمات سرانجام دے رہا ہے یہ ادارہ مولانا نے صدقہ جاریہ چھوڑا ہے جو انشاء اللہ رہتی دنیا تک ان کے لئے بلند درجات کا ذریعہ بنا رہے گا۔ ملک کے بے شمار دینی ادارے جو حضرت کے تعاون اور ان کی سرپرستی میں قال اللہ اور قال الرسول کے امین تھے وہ سب مولانا کی یاد کے انمٹ نقوش ہیں، مولانا کے ہزاروں نہیں لاکھوں شاگرد جو نہ صرف برصغیر میں بلکہ پوری دنیائے اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور دین مصطفیٰ کی حفاظت اور اس کی اشاعت میں مصروف ہیں سب توشہ آخرت ہیں۔ مولانا نے اپنی زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ تعلیمی تدریسی اور تصنیفی مصروفیات میں گزلدا ہم لوگ جو خارزار سیاست کے مسافر تھے ہمارا ان سے کوئی زیادہ واسطہ نہیں رہا تھا۔ لیکن مولانا مرحوم کے ساتھ دو وجہ سے ایک غائبانہ تعلق موجود تھا۔

نمبرا۔ ہم لوگ بلبل ریاض امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے دیوانوں اور پروانوں کی جماعت تھے۔ شاہ صاحب کو حق تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان کا مضبوط جسم، قابل رشک صحت، پیغمبرانہ وجاہت، ساحرانہ آواز، مجاہدانہ عادات اور بے مثال حافظہ اور غالباً یہ تمام اوصاف انہیں خطابت کے لئے ودیعت کئے گئے تھے۔ گزشتہ پورے دو سو سال میں ان جیسا خطیب پورے ایشیاء میں پیدا نہیں ہوا۔ اور ان کی یہ مایہ

ناز خوبی یعنی خطابت در حقیقت انہیں عشق رسول ﷺ کے لئے عطاء ہوئی تھی۔ وہ علامہ اقبال کے بقول در دل مسلم مقام مصطفیٰ، کی سچی تصویر بن گئے تھے۔

لاہور کے ایک بہت بڑے جلسے جس میں برصغیر کے تمام بڑے بڑے علمائے کرام شریک تھے۔ یہ مداح رسول ﷺ اور بلبل بستان رسول ﷺ تقریر کر رہے تھے۔ صدارت کی کرسی پر علامہ عصر محدث جلیل حضرت استاد العلماء حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری تشریف فرما تھے شاہ جی نے تقریر کرتے ہوئے فرنگی کی اسلام دشمنی بیان کی۔ اسلام کے خلاف اس کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ مرزائیت کے فتنہ عمیاء کا پردہ چاک کیا۔ اپنے آقا و مولا شہنشاہ لولاک کی شان رسالت بیان کی۔ رات کا وقت مدح رسول کا تذکرہ اور بلبل ریاض رسول کی سوز و ترنم سے منور آواز علامہ انور شاہ اٹھے اور شاہ جی کو امیر شریعت کا خطاب دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بیعت کر لی اور اپنے آپ کو حفاظت و اشاعت اسلام رد مرزائیت اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں شاہ جی کا سپاہی قرار دیا۔

شاہ جی حضرت علامہ کے مقام و مرتبت سے آگاہ تھے فوراً فرمایا حضرت میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ پوری زندگی رسول اللہ ﷺ کے منصب ختم نبوت کی حفاظت کرتا رہوں گا۔ اور نبی ﷺ کے دشمنوں کے خلاف سپر ہو کر لڑتا رہوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ بھی شاہ جی کے توسط سے علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا استاد، مرشد، رہنما اور سرپرست سمجھتے آئے ہیں۔ پھر علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت پر مدلل ترین کتابیں لکھیں اور رسول اللہ ﷺ کے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت امت کو بتائی اور آج ہر عالم دین کے لئے ختم نبوت کے سلسلہ میں علمی اور تبلیغی کام کرنے کے لئے حضرت شاہ صاحب کا وہ علمی خزانہ مشعل راہ کا کام دے رہا ہے۔

نمبر ۲۔ علامہ اقبال کو ان کی اسلام اور عشق رسول ﷺ سے منور شاعری کی وجہ سے جو قبولیت نصیب ہوئی وہ آج دنیا کے سامنے ہے۔ علامہ اقبال کے خاندان کے کچھ لوگ قادیانی ہو گئے تھے۔ خود علامہ اقبال نے بھی مرزا غلام احمد کے اس ہنگامے کی تحقیق کی تھی۔ جو انہوں نے عیسائیوں کے خلاف مناظروں وغیرہ کا ڈھونگ رچا کر بپا کیا ہوا تھا لیکن وہ تو مرزا صاحب کا دام ہم رنگ زمین تھا جسے علامہ اقبال بہت جلد سمجھ گئے، تاہم وہ علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور ان سے ختم نبوت کے عقیدے کے متعلق سوالات دریافت کئے، یہ پہلی مجلس لاہور میں ہوئی تھی اس میں شریک ایک چشم دید گواہ لاہور کے مشہور بزرگ رہنما میاں امیر الدین اب بھی بقید حیات موجود ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے علامہ اقبال کے سوالات کے جواب میں ایک مفصل تقریر کی تھی۔ علامہ اقبال تقریر کے دوران شاہ صاحب کے سامنے دو زانو ہو گئے اور ادب سے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ جس طرح مولوی رومی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ

مولوی ہرگز نہ شدہ مولائے روم   تا غلام شمس تبریزی نہ شد

اسی طرح علامہ اقبال میں عشق رسول ﷺ کی چنگاری اور اسلام کی وہ لگن جس نے علامہ مرحوم کو مفکر اسلام اور حکیم الامت کا منصب عطا فرمایا۔ علامہ سید انور شاہ کشمیری کی صحبت سے پیدا ہوئی تھی۔ پھر علامہ مرحوم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ بات طویل ہو جائے گی۔ علامہ اقبال مرحوم کی کوششوں سے آخر یہ فیصلہ بھی ہو گیا تھا کہ شاہ صاحب کو بادشاہی مسجد کے خطیب کے طور پر لاہور لایا جائے۔ پہلے شاہ صاحب نہیں مانتے

تھے اور برصغیر کی ان عظیم درس گاہوں کا تعلق چھوڑنا نہیں مان رہے تھے۔ بعد میں علامہ اقبال کے اصرار پر لاہور آنے کا فیصلہ فرما لیا تھا لیکن عمر نے وفا نہ کی اور ان کا وصال ہو گیا اور اس طرح علامہ اقبال کی شاہ صاحب کے متعلق یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ حضرت امیر شریعت اور علامہ اقبال کے تعلق محبت اور نسبت سے ہمیں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے انس ہی نہیں عشق ہے اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب شاگرد تھے جن دنوں ملتان میں وفاق المدارس کی میٹنگ تھی۔ تمام علمائے کرام کا اجتماع تھا اس اجتماع میں حضرت بنوری بھی شریک تھے جلسے سے فارغ ہو کر حضرت بنوری امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات کے لئے ان کے گھر پر آئے، جو ان دنوں بیمار اور صاحب فراش تھے۔ شاہ جی کو حضرت بنوری کی آمد کا علم ہوا تو چارپائی سے اٹھ کھڑے ہوئے ملاقات ہوئی اور اس کے بعد شاہ جی نے حضرت بنوری کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے درمیان لے کر آپ کے چہرے کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ مولانا بنوری سمجھے کہ شاہ جی بیمار ہیں بصارت کمزور ہو گئی مجھے پہچان نہیں سکے۔ اس لئے اس طرح مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہیں فرمایا بنوری ہوں۔ شاہ جی نے زور سے کہا نہیں مولانا بنوری نے سمجھا شاہ جی کی سماعت بھی کمزور ہے شاید میرا نام سن نہیں سکے تو زور سے فرمایا یوسف بنوری ہوں۔ شاہ جی نے اس سے بھی بلند آواز سے فرمایا نہیں نہیں۔ سید انور شاہ کشمیری ہو۔ اور یہ فرما کر پھر آپ کو گلے لگا لیا آپ سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار فرمایا۔

یہی وجہ تھی کہ جب مجلس تحفظ ختم نبوت کے صف اول کے رہنما شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ قاضی صاحب، مولانا محمد علی، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو علامہ سید انور شاہ کشمیری کی جماعت ان کے جانشین حضرت بنوریؒ کے سپرد کر دی گئی اور حضرت بنوریؒ نے اپنے استاد کے ورثہ کو سنبھال لیا اور اس امانت کے امین رہے اور جو تحریک علامہ انور شاہ کشمیری نے شروع کی تھی اسے اپنی قیادت میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ حضرت مولانا بنوری تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء سے کچھ عرصہ پہلے ہی ہماری جماعت کے امیر منتخب کئے گئے تھے۔ اس وقت ہمیں ہرگز معلوم نہ تھا کہ چند دنوں کے بعد مرزائیت کے خلاف تحریک اٹھ کھڑی ہو گی اور مولانا کو اس کی قیادت کے لئے تکوینی طور پر کوئی ڈیوٹی سپرد کی گئی ہے۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ خدائی نظام کے تحت مددے از غیب آید و کارے کند، مولانا آئے نہیں بھیجے گئے تھے اور انہوں نے تحریک کے آغاز ہی میں ہمیں یہ فرما دیا تھا کہ اخلاص سے کام کرتے جاؤ انشاء اللہ مرزائیت اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے جس طرح حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ کے قافلے کا بچھڑا ہوا ایک انسان ہے مولانا کے علم و فضل کے متعلق صاحب علم لوگوں کا خیال ہے کہ وہ رازی اور غزالی کے قافلے کا بچھڑا ہوا مسافر تھا۔

دیانت اخلاص روحانیت عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ کے اعتبار سے وہ بہت بلند پایہ عارف باللہ تھے۔ اتباع رسول کا حد درجہ خیال رکھتے۔ جماعت کا امیر منتخب ہونے کے بعد وہ پہلی دفعہ جب ہمارے مرکزی دفتر ملتان میں تشریف لائے تو آتے ہی ہمارے مرکزی رہنما مولانا محمد شریف جالندھری سے فرمایا کہ آپ نے کام سنت نبوی ﷺ سے ہٹ کر کیا ہوا ہے، سردار امیر عالم خان لغاری، مولانا عبد الرحیم اشعر، مولانا غلام محمد بہاولپوری، مولانا محمد حیات فاتح قادیان، مولانا منظور احمد شاہ صاحب اور دفتر کے تمام خدام نے حیرت سے دریافت کیا

حضرت کیسے؟ فرمایا جناب رسول ﷺ نے جب اسلام کے لئے کام کرنا شروع کیا تھا تو سب سے پہلے مسجد بنائی تھی۔ اور اسی مسجد کو بنیاد بنا کر کام شروع فرمایا تھا۔ آپ لوگوں نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے دفتر تو بنا لیا اس میں اتنا بڑا کتب خانہ بھی جمع کر لیا۔ مبلغین کے آرام کرنے، مطالعہ کرنے کے کمرے بھی بنائے اور دوسری منزل میں مطبخ بھی بنایا لیکن آپ کے ہاں مسجد نہیں ہے ایک ایسا دفتر بنائیں جس کے ساتھ ایک عظیم الشان مسجد بھی ہو۔ کچھ دنوں بعد جب تحریک ختم نبوت شروع ہو گئی تو اسلام آباد کی ایک میٹنگ میں سوال پیدا ہوا کہ مجلس عمل کے لئے فنڈز کا انتظام کس طرح کیا جائے کسی نے کہا کہ رسید بکس چھاپی جائیں اور ملک سے مرکزی مجلس عمل کے لئے الگ چندہ جمع کیا جائے ایک تجویز یہ آئی کہ پانچ پانچ ہزار روپیہ ہر شریک جماعت ابتدائی طور پر دے پھر اگر مزید ضرورت ہوئی تو جماعتوں سے درخواست کی جائے گی۔ مولانا نے ہم سے مشورہ کیا سردار امیر عالم خان، مولانا محمد شریف جالندھری اور راقم الحروف تاج محمود اس اجلاس میں حضرت کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میری رائے ہے کہ تحریک کے لئے کوئی چندہ نہ کیا جائے مقامی مجالس اپنے اپنے مقامی اخراجات کے لئے ذمہ دار قرار دے دی جائیں اور مرکزی مجلس عمل اور مرکزی تحریک کے تمام اخراجات ہم اپنے ذمہ لے لیں، میں نے اس کی مخالفت کی۔ اور تحریک کے دوران تحریک کے چندہ کے سلسلہ میں لاہور میں جو کچھ ہوا اور دوسرے شہروں میں جو بھی گل کھلائے گئے تھے وہ ہمارے سامنے ہیں۔ تحریکوں میں ایسے لوگ بھی آ جاتے ہیں جو آپ کو کپڑوں سمیت نگل جائیں گے۔ پھر مجلس عمل میں شریک جماعتوں جماعت اسلامی، جمعیت اہل حدیث، مسلم لیگ تینوں پیسوں والی جماعتیں ہیں مجلس تحفظ ختم نبوت بھی حصہ ڈال دیتی ہے گزارہ ہو جائے گا خدا کے لیے سارے اخراجات کی ذمہ داری اپنے سر نہ لیں۔ پھر میں نے یہ عرض کیا کہ اس وقت اگر مجلس کے پاس کچھ پیسے جمع ہیں تو یہ وہ پیسے ہیں جو مولانا محمد علی نے دربدر پھر کر بڑی محنت سے جماعت کا سرمایہ اور اس کی بنیاد بنائی تھی۔ مرحوم کا خیال تھا کہ مرزائیت کا مقابلہ مضبوط فنڈ کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ فنڈ اگر تحریک میں صرف ہو گیا مرکزی اور ضلعی نظام تبلیغ کے سالانہ اخراجات کا کیا ہو گا ملک بھر کے دفاتر اور اس کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ مولانا نے میری گزارشات اور دلائل غور سے سنے اور جواباً فرمایا کہ سیاسی اور دینی جماعتیں جو یہاں جمع ہوئی ہیں ان کے اپنے اپنے دستور اور منشور ہیں انہوں نے جو فنڈ جمع کیے ہوئے ہیں وہ ان جماعتوں کے اپنے منشور اور مقاصد کے لئے ہیں، ان کے برعکس ہماری جماعت کا دستور منشور ہی تحفظ عقیدہ ختم نبوت ہے اور یہ تحریک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہے اب جو روپیہ لوگوں نے ہمیں راہ خدا اسی مقصد کے لئے دیا ہوا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس پیسہ کو اس تحریک پر خرچ ہونا چاہیئے دوسری کسی سیاسی یا مذہبی جماعت نے ختم نبوت کے لئے فنڈ فراہم نہیں کیا ہوا۔ مولانا کی اس وزنی اور معقول دلیل کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا میں نے اتنا عرض کیا کہ حضرت بات آپ نے ٹھیک فرمائی ہے ایسا ہی کر لیا جائے جیسا آپ فرماتے ہیں لیکن مجلس کے نظم و نسق اور ضروری اخراجات کا کیا ہو گا اور ابھی تو آپ مجلس کے لئے عظیم جامع مسجد اور دفتر بنانے کا بھی فرما چکے ہیں کہ وہ بھی نیا تعمیر ہونا چاہیئے۔ مولانا کی آنکھوں میں ایک نورانی چمک پیدا ہوئی۔ مجھے شفقت سے تھپکی دی اور فرمایا مولانا میرا ہاتھ اللہ کے خزانوں میں ہے آپ اس روپے کو راہ خدا خرچ کر دیں۔ میرا اللہ مجھے آپ کی دینی ضرورتوں کے لئے پیسے بھیجے گا۔ آپ ہرگز پریشان نہ ہوں اور کسی قسم کی فکر نہ کریں۔ ہم نے اٹھ کر مجلس میں اعلان کر دیا کہ ملک بھر میں کوئی شخص مرکزی مجلس عمل اور مرکزی تحریک کے لئے

چندہ نہیں کرے گا۔ مرکزی مجلس عمل اور مرکزی تحریک کے تمام اخراجات مجلس تحفظ ختم نبوت ادا کرے گی۔ البتہ مقامی مجالس اپنی جائز ضرورتوں کے لئے مقامی طور پر ذمہ دار ہوں گی اور وہ اس کے لئے انتظام کر لیں گی۔ مولانا کے حکم کے مطابق مولانا محمد شریف جالندہری اور سردار امیر عالم خان لغاری کے توسط سے جماعت کے بیت المال سے مرکزی تحریک ختم نبوت اور معہ "ملت اسلامیہ کا موقف" کی طباعت اور اشاعت پر اسی ہزار روپیہ خرچ ہوا اس سلسلہ میں مولانا محمد شریف جالندھری کی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی جو دن کو مختلف شہروں میں تنظیمی اجتماعات میں شریک ہوتے اور رات بھر بسوں میں سفر کر کے دوسری جگہ پہنچ جاتے۔

سید مظفر علی شمسی نے مجھے ایک دفعہ بتایا کہ مولانا بنوری کا مقام تو بہت بلند ہے مولانا محمد شریف جالندہری بھی قرون اولیٰ کے مسلمان معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے گذشتہ رات ہم سب کے لئے ہوائی جہاز کے سفر کا انتظام کیا رات ۱۰ بجے مجھے ہمارے پورے قافلے کے لئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ دیئے تاکہ ہم لوگ راولپنڈی میں بلائی گئی ہنگامی میٹنگ میں پہنچ سکیں۔ لیکن جب ہم صبح راولپنڈی ائیر پورٹ اترے تو مولانا خود ہمیں ائیر پورٹ پر لینے کے لئے بھی آئے ہوئے تھے۔ ہم حیران ہوئے کہ بھائی درمیان میں کوئی جہاز تو تھا ہی نہیں آپ کس فلائٹ کے ذریعے آگئے مولانا نے اپنا گرد آلود چہرہ رومال سے صاف کرتے ہوئے فرمایا میں بس سے ابھی پنڈی پہنچا ہوں اور آپ کو لینے کے حاضر ہو گیا ہوں تاکہ آپ کو پنڈی اپنی رہائش گاہ تک پہنچنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

تحریک میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی بخشی مجلس کا بیت المال خالی ہو چکا تھا۔ ہماری میٹنگ ہوئی ہم نے مجلس کے لئے فنڈ ختم ہو جانے پر تشویش کا اظہار کیا۔ مولانا نے فرمایا کراچی آیئے۔ مولانا محمد شریف جالندھری کراچی تشریف لے گئے مولانا مرحوم نے نہ صرف تحریک میں خرچ ہونے والے روپیہ کا انتظام کر دیا بلکہ پچاس ہزار روپیہ مزید بھی عنایت فرمایا سردار میر عالم خان لغاری اور مولانا محمد شریف جالندہری کو تاکید کی یہ روپیہ جماعت کے نظم و نسق اور تبلیغ دین کے کام کو وسیع کرنے کے لئے اخلاص اور محنت سے خرچ کیا جائے۔ کچھ دنوں بعد مولانا نے فرمایا کہ ملتان میں مرکزی دفتر اور عظیم الشان مسجد کی تعمیر کے لیئے اللہ نے ۳۶ لاکھ روپے کا انتظام فرمادیا ہے مولانا نے فرمایا یہ عمارت نقشہ کے مطابق کسی نیک اور دیانت دار ٹھیکہ دار سے بنوائی جائے مولانا کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس بلڈنگ کا ٹھیکہ دینے کے لئے اخبارات میں ٹنڈر کال کئے گئے۔ ایک نیک سیرت چیف انجینئر جناب اختر قریشی کے مشوروں کے مطابق اس ساری بلڈنگ کا ٹھیکہ دیا گیا۔ ملتان کی اس عظیم بلڈنگ اور اسی طرح ربوہ کی جامع مسجد ختم نبوت کا نقشہ معہ مکمل تفصیلات کے کراچی کے مشہور اور معروف آرکیٹیکٹ جناب کرنل حسین عامر نے فی سبیل اللہ نیک جذبے بڑی محنت اور محبت سے تیار کرایا۔

مولانا نے اپنی حیات ہی میں دفتر مرکزیہ ملتان اور مسجد ختم نبوت کی تعمیر کا کام ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا جس میں سردار میر عالم خاں لغاری، مولانا محمد شریف جالندہری اور کرنل حسین عامر شامل تھے۔

اسلام آباد کا دفتر کرایہ کا تھا اسے خرید لینے کا حکم دیا وہ ایک لاکھ روپے میں خرید لیا گیا اب ان کا ارادہ یہ تھا کہ پہلے ربوہ میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہو اس کے ساتھ ایک عظیم الشان لائبریری قائم کی جائے اور مسجد کے ساتھ علوم دینیہ کا ایک عظیم الشان دارالعلوم بنایا جائے۔ مسجد دفاتر لائبریری اور دارالعلوم کو آباد کیا جائے۔ اس مسجد کا بہت اور خوبصورت مینار ہو، تاکہ وہاں سے گزرنے والے مسلمانوں کو خوشی ہو اور انہیں ختم نبوت کے

غداروں کی وجہ سے جو صدمہ پہنچا ہوا ہے۔ اس کی تلافی ہو۔ اس کے علاوہ مولانا کا ارشاد تھا کہ اس مسجد اور لائبریری اور دارالعلوم میں ایسا کام بھی کیا جائے کہ اسلام سے بھٹک کر مرزائیت کی گود میں گئے ہوئے لوگ دوبارہ حضور ﷺ کے دامن رحمت میں واپس آسکیں۔

انہی کے ارشاد کے مطابق ربوہ اور دریائے چناب کے درمیان بننے والی نئی کالونی میں ہم نے 9 کنال رقبہ حاصل کر لیا تھا۔ مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے تیاریاں تھیں کہ مولانا کو اللہ کی طرف سے بلاوا آگیا۔ اور اب یہ ذمہ داری مولانا کے جانشین حضرت مولانا خان محمد مدظلہ اور جماعت کے دوسرے خدام کے کاندھوں پر آگئی ہے۔

ربوہ کی سکیم کو مکمل کرنے کے بعد مولانا کا ارادہ تھا کہ اسلام آباد میں ایک وسیع و عریض قطعہ زمین لیا جائے اور اس پر ملتان کے دفتر اور جامع مسجد سے بھی شاندار عمارت بنائی جائے اور اس دفتر میں گاہے بگاہے۔ اندرون ملک اور بیرونی سفیروں اور نمائندگان کو دعوت دی جایا کرے اور حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی تجاویز زیر غور لا کر انہیں عملی جامہ پہنانے کی فکر کی جائے تاکہ یہ ملک اسلام کا گہوارہ بنے اور یہاں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی بادشاہت قائم ہو اور اس کے لئے ہم لوگ بنیادی باصلاحیت رضاکار اور خادم ثابت ہوں۔ انہیں موجودہ حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل میں لے لیا تھا ان کا نظریاتی کونسل میں آجانا دو باتوں کی دلیل سمجھا گیا۔

۱۔ یہ کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اب پاکستان میں اسلام کا عملی نفاذ ہوگا اور اس ملک میں گزشتہ تیس سال سے مرزائیوں کمیونسٹوں دہریوں زانیوں شرابیوں اور لٹیروں نے جو گندگی پھیلا رکھی تھی وہ اب انشاء اللہ صاف ہو کر رہے گی۔

۲۔ مولانا کی موجودگی میں جو اسلامی نظام اور شرعی قوانین مرتب ہوں گے ان کی صحت اور کامیابی ہر قسم کے شک و شبہ سے بلند ہوگی نظریاتی کونسل کے دوسرے اراکین بھی قابل اعتماد لوگ ہیں لیکن مولانا کی ثقاہت اور وسعت نظر کا مقام بہت بلند تھا۔

بہرحال ان کا نظریاتی کونسل میں شامل ہونا اور جو بنیادی نقشہ وہ اس ملک کے نظام کے لئے لیکر گئے ہیں وہ ایک نیک فال ہے جس دلسوزی اور شفقت سے انہوں نے جنرل ضیاء الحق کو نصائح کیں اور اسلام کے نفاذ کی تائید کی یہ انہی کا مقام تھا۔ وہ اگرچہ حکم الہی کے تابع دنیا سے رخصت ہوگئے اور نظر بظاہر ہمیں یتیم چھوڑ گئے لیکن یقین ہے کہ ان کی دعائیں ہمیشہ ہماری رہنمائی اور کامیابی کا باعث ثابت ہوتی رہیں گی۔

الف:۔ ان کے علمی ورثہ کے ہزاروں لوگ امین اور وارث ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت اور تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں مولانا کا علم ایک چراغ سے دوسرے چراغ کی مثال روشن سے روشن تر ہوتا رہے گا۔

ب:۔ ان کا مدرسہ نیوٹاؤن ان کے خصوصی معتمد اور جانشین مولانا مفتی احمد الرحمن کے سپرد ہوا۔ مفتی صاحب کو مولانا کے صاحبزادے سید محمد بنوری مولانا کے شاگرد رشید مولانا عبدالرزاق سکندر اور مدرسہ کے تمام مدرسین اور علمائے کرام اور حضرت مولانا بنوری کے دوسرے عزیزوں مولانا حبیب اللہ صاحب مولانا طاسین صاحب مولانا ایوب جان بنوری کا ہر طرح کا تعاون حاصل رہے گا اور مولانا کا یہ صدقہ جاریہ تشنگان علوم نبوت کے لئے تاقیامت چشمہ صافی ثابت ہوگا۔

نمبر ۳:۔ مولانا کی عظیم امانت مجلس تحفظ ختم نبوت ملک کے ممتاز عالم دین اور خانقاہ سراجیہ کے سجادہ

نشین حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کے سپرد ہے جماعت کے تمام ساتھی مولانا محمد شریف جالندہری، مولانا محمد حیات فاتح قادیان، مولانا عبدالرحمن میانوی، تاج محمود، سردار میر عالم خان لغاری، مولانا غلام محمد بہاولپوری، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا منظور احمد شاہ، حاجی بلند اختر لاہور، حاجی سیف الرحمن بہاولپور، قاضی فیض احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا نور الحق نور پشاور، حاجی لال حسین کراچی، میر شکیل الرحمن، مولانا محمد رمضان راولپنڈی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی اللہ یار، مولانا بشیر احمد، حاجی محمد اشرف، مولانا خدا بخش ربوہ اور جماعت کے سینکڑوں ہزاروں وفادار بہادر ایثار پیشہ کارکن اور رضا کار ان کے ساتھ ہیں یہ عہد کر چکے ہیں کہ وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ختم نبوت محمد علی جالندھری مولانا لال حسین اختر اور حضرت مولانا یوسف بنوری کے اس عظیم مشن کو جاری رکھیں گے اور ان کی عظمتوں کے پرچم لہراتے رہیں گے۔

تذکرہ مجاہد ختم نبوت

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران مردان کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "میں نے آخری فیصلہ کیا ہوا ہے اپنے سامان میں اپنے ساتھ کفن رکھا ہوا ہے یا تو قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت تسلیم کرا جائے گا یا ہم اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔"

اسی تحریک میں جب اپنے قائم کردہ مدرسہ اسلامیہ کراچی سے روانہ ہونے لگے تو مولانا مفتی ولی حسن کو بلا کر فرمایا کہ میں اپنے ساتھ کفن لئے جا رہا ہوں۔ پھر سامان سے کفن نکال کر دکھایا اور فرمایا۔ زندہ رہا تو واپس آ جاؤں گا۔ اگر شہید ہو گیا تو یہ مدرسہ تمہارے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کی حفاظت کرنا۔

۱۹۷۴ء میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی امارت کے لئے آپ کو منتخب کیا گیا جاننے والے جانتے ہیں کہ کتنی منتوں سماجتوں، کتنے استخاروں، دعاؤں اور مشوروں کے بعد آپ نے یہ منصب قبول فرمایا۔ ابھی "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی امارت قبول کئے آپ کو چند مہینے نہیں گزرے تھے کہ ربوہ اسٹیشن کا سانحہ پیش آیا۔ جس کے نتیجے میں ملک گیر تحریک چلی اور اس نے غیر معمولی شکل اختیار کر لی۔ اس کی قیادت کے لئے تمام جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل پائی تو باصرار اس کی صدارت کیلئے آپ کو منتخب کیا گیا۔ حضرت قدس سرہ نے اس تحریک کے دوران جس تدبر و فراست جس اخلاص و للہیت جس صبر و استقامت اور جس ایثار و قربانی سے ملی قیادت کے فرائض انجام دیئے وہ ہماری تاریخ کا ایک مستقل باب ہے۔ ان دنوں حضرت پر سوز و گداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی۔ وہ الفاظ کے جامہ تنگ میں نہیں سما سکتی حق تعالیٰ نے آپ کے اسی سوز دروں کی لاج رکھی اور قادیانی ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر جدا کر دیا گیا۔

مولانا نے فرمایا کہ تحریک کے بعد جب تبلیغی سلسلہ میں لندن گیا تو وہاں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا سٹیج ہے جس کی خوب سج دھج ہے۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی ہے۔ حضرت شیخ انور شاہ کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ اس پر تشریف فرما ہیں۔ احباب ان سے مل رہے ہیں سب لوگ فارغ ہو گئے تو میں (حضرت بنوری) حاضر ہوا۔ آپ دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے بغلگیر ہوئے، مجھے سینے سے لگایا وہ بے پناہ خوشی و شادمانی کے عالم میں میری داڑھی کے بوسے لینے لگے اور میں نے خوشی و شادمانی کے عالم میں ان کو داڑھی مبارک کے بوسے لئے۔ (باقی آئندہ)

مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ

(از قلم محمد اورنگ زیب اعوان)

ماہنامہ لولاک پہلے ہفت روزہ تھا اور فیصل آباد سے شائع ہوتا تھا اس نے اپنی زندگی کی تینتیس بہاریں فیصل آباد میں دیکھیں۔ ہفت روزہ لولاک کے بانی مولانا تاج محمود مرحوم اور ان کے انتقال کے بعد خطیب ختم نبوت صاحبزادہ طارق محمود نے اپنا خون جگر دے کر اسکی آبیاری کی۔ اب یہ فیصل آباد سے نہیں ملتان سے شائع ہوتا ہے ہفت روزہ نہیں ماہنامہ ہے۔

"مولانا تاج محمود حالات و مکتوبات" کے مصنف جناب زاہد منیر عامر کے بقول مولانا تاج محمود نور اللہ مرقدہ نے لولاک کے اجراء کا پس منظر ان الفاظ میں بیان کیا کہ۔

"۵۳ کی مقدس تحریک ختم نبوت میں جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار نوجوانوں کے جلوسوں کے سامنے جب پولیس فورسز کے کارندے بندوقیں تان کر کھڑے ہوجاتے تھے اور انہیں آگے بڑھنے پر گولیاں مار دینے کی دھمکیاں دے کر روکنے کی کوشش کرتے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار یہ نوجوان جوش و جذبہ سے مغلوب ہو کر سینہ تانے ہوئے آگے بڑھتے اور اپنی کھلی چھاتیوں پر گولیاں کھاکر جام شہادت نوش کر لیتے تھے۔ ان مردان حر کا یہ جذبہ اور عشق و جذبہ کے یہ عملی مناظر میری آنکھوں سے کبھی نہ محو ہو سکے اور میرے دل میں ایک ایسی خواہش کروٹیں لیتی رہی کہ کس طرح میں ہمیشہ ان مقدس انفاس کی روحوں کو خراج عقیدت و محبت پیش کرتا رہوں اور جہاں تک ہو سکے ان شہداء کی عظمت کا ڈنکا بجاؤں' چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر میں نے لولاک کے اجراء کا قدم اٹھایا کہ میں اپنے قلم کے ذریعے ان بلند مرتبہ عشاق کی ارواح مقدسہ کو اپنی محبت و عقیدت کے آبگینے پیش کرتا رہوں"

سلام ان پر جنہوں نے سنت سجاد زندہ کی
سلام ان پر جنہوں نے کربلا کی یاد زندہ کی
سلام ان پر جنہوں نے مشعلیں حق کی جلائی تھیں
سلام ان پر جنہوں نے گولیاں سینوں پہ کھائی تھیں

سلام ان پر کہ جن کی غیرت ایمان تھی زندہ
سلام ان پر کہ قیامت تک ہے جن کا نام پائندہ

ماہنامہ لولاک کے بانی مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمود وہ شخص تھے جن کے پاس نہ تو دنیاوی جاہ و منصب تھے اور نہ زر و دولت سے ان کا دامن مالا مال تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی زندگی کی عمارت کو اپنے عزم اور جہد مسلسل کے بل بوتے پر اس طرح تعمیر کیا کہ ان کی داستان حیات بہت سے "تازہ واردان بساط

ہوائے دل" کے لئے روشنی کا مینار بن گئی۔ مولانا تاج محمود کی گفتار اور کردار عبارت تھے ان کے جذبہ سے' جو نہ صرف یہ کہ ان کا مشن تھا بلکہ ان کا حاصل زیست بھی تھا یہ ان کی حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ اور والہانہ محبت و عقیدت کا نتیجہ تھا کہ وہ زندگی کے بیشتر محاذوں پر کامیابیوں اور کامرانیوں سے اپنا دامن مالا مال کرتے رہے' یہ ان کا بے پناہ عزم تھا کہ اپنی تمام تر مشکلات اور پریشانیوں کے باوجود پرچم حق کو بلند کرنے کے لئے "لولاک" کا اجراء کیا اور پھر اسے مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان بنایا جو گزشتہ برسا برس سے اشاعتی محاذ پر باطل کی سرگرمیوں کا تعاقب و احتساب کرنے میں مصروف ہے "لولاک" نے صحافتی میدان میں قادیانیت کے خلاف گرانقدر علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ ردّ قادیانیت کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک لولاک اور مولانا تاج محمود کا ذکر نہ کیا جائے۔ مولانا تاج محمود امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ کے قافلہ حریت کے جانباز سپاہی تھے حق تعالیٰ نے انہیں صدق و وفا' جرات و بے باکی' صبر و استقامت اور ان سب سے بڑھ کر ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ قافلہ احرار کے اس گوہر آبدار کی ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی' اعلاء کلمتہ الحق' طاغوت سے محاذ آرائی اور قادیانیت سے مقابلہ میں گزری۔

مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم نے کیا خوب لکھا کہ "مولانا تاج محمود بظاہر گوشت پوست کے انسان تھے جیسے سبھی انسان ہوتے ہیں لیکن فی الحقیقت وہ ایسی متاع عزیز تھے جو مدتوں بعد نصیب ہوتی اور اپنی مثال آپ ہوتی ہے ہزارہ کے مردم خیز و دلفریب علاقے کا یہ باسی ایسا قلب گداز لے کر آیا تھا کہ اس سے کسی کا غم نہ دیکھا جاتا۔ محلات سے لیکر کچی بستیوں تک میں رہنے والے ان کے پاس آتے' اپنا درد و غم سناتے اور ان کا مخلصانہ تعاون حاصل کرتے یہ رقیق القلب انسان اسی وقت سراپا قہر و غضب بن جاتا جب کسی فرعون بے سامان حکمران' کسی انگریز کے کاسہ لیس اور کسی قادیانی سارق نبوت سے اس کا واسطہ پڑتا۔

مولانا تاج محمود رحماء بینھم اور اشداء علی الکفار کی عملی تصویر تھے' ان کی رگوں میں طارق و خالد کا خون تھا۔ وہ محمد بن قاسم کی غیرت کے نام لیوا تھے وہ ہند میں سرمایہ ملت کے نگہبان مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے درس توحید و حریت لیئے ہوئے تھے انہوں نے ہزارہ کے آخری کنارے بالاکوٹ میں غیرت اسلام کے لئے لڑ مرنے والے قافلہ حریت کی شجاعت کو اپنی زندگی میں جذب کر لیا تھا وہ زمانہ کے تقدم و تاخر کا لحاظ کرتے ابوالکلام کی شیریں بیانی' مولانا حسین احمد مدنی کے خلوص و ایثار' امیر شریعت کی للکار' چوہدری افضل حق کے فہم و تدبر کے وارث تھے قاضی احسان احمد کے فکر کی بلندی' مولانا محمد علی جالندھری جیسا ذہن رسا' مولانا لال حسین اختر کی نظر کی گہرائی اور مولانا محمد یوسف بنوری کے کریمانہ انداز قدرت نے انہیں ودیعت فرمائے تھے وہ قافلہ احرار کے عزم و استقامت کی جیتی جاگتی تصویر تھے"۔ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مولانا مرحوم کے جانشین صاحبزادہ طارق محمود زید مجدہ جو کہ مولانا کی یادگار لولاک کی شمع کو جلائے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا تاج محمود کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اسلام و پاکستان کے ازلی و ابدی دشمن قادیانیوں کے خلاف جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

احمقوں کی دوزخ کے دانشور

المیہ یہ ہے کہ پاکستان ایسی اسلامی نظریاتی مملکت میں بیشتر انگریزی اخبارات و رسائل اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ آج تک ان کے خلاف حکومت یا کسی ادارہ نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا۔ یہ لوگ مغرب میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی غیر معمولی پذیرائی دیکھ کر ایسے مضامین لکھتے ہیں اور اس کی آڑ میں بے پناہ مراعات حاصل کرتے ہیں۔ صد حیف کہ ایسے لوگ دانشور کہلاتے ہیں۔ ایسے ہی دانشوروں میں اردشیر کاؤس جی شامل ہیں جو پارسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کراچی میں ان کا شپنگ کا وسیع کاروبار ہے۔ وہ پیشے کے لحاظ سے صحافی تو نہیں ہیں لیکن انگریزی روزنامہ "ڈان" کراچی میں باقاعدگی سے کالم لکھتے ہیں۔ جس کا ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ہر جائز و ناجائز آزادی حاصل ہو۔ مزید برآں وہ اپنے کالموں کے ذریعے اپنے بیوروکریٹ دوستوں کے مفادات کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔ وہ اکثر و بیشتر اپنے کالم میں اسلام اور اس کے آفاقی قوانین پر کڑی تنقید کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ حکومت کے دور میں ان پر حکومت پر تنقید کرنے کے الزام میں مقدمہ درج ہوا تھا۔ اس پر ملک کے تمام سیکولر' کمیونسٹ' خلاف اسلام تنظیموں اور بالخصوص قادیانی حلقوں نے ان کے دفاع میں دن رات ایک کر دیا۔ ان کو ہر ممکن قانونی اور صحافتی سپورٹ کی گئی۔ ملکی اور غیر ملکی میڈیا میں اس غیر ضروری کیس کو پوری طرح اچھالا گیا۔ انہیں ہیرو بنا کر پیش کیا گیا جس پر حکومت نے دباؤ میں آکر مقدمہ ختم کر دیا جس سے اردشیر کاؤس جی کا حوصلہ مزید بڑھا اور اب انہوں نے اپنے آقاؤں کے کہنے پر مسلسل ان کی حمایت میں لکھنا شروع کر دیا ہے۔ ہمارے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ مرض اس سے پہلے بھی کئی دانشوروں کو لاحق ہو چکا ہے' جن کی صحت یابی کا کوئی امکان نہیں۔ ایک عرصہ سے مسلمانوں کے بیرونی "ہمدرد" اور کچھ اندرونی "منافق" جنہیں اتفاقات زمانہ سے دانشوری کا زعم سا ہو گیا ہے' یا بعض سازشوں سے انہیں دانشور کے طور پر معروف کر دیا گیا ہے' یہ شدید پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ جب تک امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے' ختم نہیں ہو گا' ملک ترقی نہ کرے گا۔ اردشیر کاؤس جی کا شمار بھی اسی قبیل سے ہے۔

وہ اپنے کالم (جو 4 جون 97ء کو شائع ہوا) میں لکھتے ہیں کہ وہ گزشتہ ہفتے لاہور میں سول سروسز اکیڈمی والٹن کے طلبہ کو خطاب کرنے کے لئے گئے (یاد رہے کہ سول سروسز اکیڈمی سے فارغ ہونے والے طلبہ بعد میں ملک کی باگ ڈور سنبھالتے ہیں جنہیں معروف معنوں میں "بیورو کریسی" کہتے ہیں) تو وہاں کے طلبہ نے انہیں بہت متاثر کیا۔ وہاں خطاب کرنے سے پہلے انہوں نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھا۔ اور بتایا کہ ملک کے ایک طبقے یعنی قادیانیوں کے لئے قانونی طور پر ان الفاظ کی قرات ممنوع ہے۔ اگر ان میں سے کوئی فرد یہ الفاظ زبان پر لائے تو اسے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جائے گا۔ اردشیر کاؤس کا کہنا ہے کہ یہ قوانین غیر عقلی ہیں اور قوم کے خادم ہونے کی حیثیت سے طلبہ کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کے قوانین کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

انہوں نے اپنے دوسرے کالم (جو 11 جون 97ء کو شائع ہوا) میں لکھا ہے کہ یہ قانون C-298 غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے جو کسی بھی مہذب معاشرے کے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔ انہوں نے وزیر اعظم محمد نواز شریف سے مطالبہ کیا کہ وہ بھاری مینڈیٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قانون کو ختم کریں جس طرح انہوں نے 58 (2) بی کو ختم کر دیا ہے۔ (اسی طرح کی ہرزہ سرائی انہوں نے اپنے ایک اور کالم میں کی جو 25 جون 1997 کو شائع ہوا)

اردشیر کاؤس ایسے دانشوروں کو سوچنا چاہئے کہ محض جذبات کی رو میں چند رٹے ہوئے فقرے اور گھسے پٹے جملے زیب قرطاس کر

"عام لوگ یعنی امت مسلمہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے 'ان کے مذہب کے پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے اور نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔" (دیکھئے: PLD1992 Lahore)

لاہور ہائیکورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے قادیانیوں کی طرف سے شعائر اسلامی کی بے حرمتی پر اپنے ایک فیصلہ میں لکھا کہ:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ 298-B پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً "امیر المومنین' خلیفتہ المومنین' خلیفتہ المسلمین' صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہ کلمات یعنی (بسم اللہ الرحمن الرحیم) یا شعائر اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عام مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے' جو قانون کے مطابق ممنوع ہے۔"

(دیکھئے: PLD1992 Lahore)

1993ء میں قادیانیوں نے دوبارہ سپریم کورٹ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کو چیلنج کیا۔ سپریم کورٹ کے فل بینچ نے اپنے متفقہ فیصلہ میں لکھا کہ:

"اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً" شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور "شدی" تخلیق کرنے کے مترادف ہو گا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں' حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ (تفصیلات کے لئے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سر عام کسی پلے کارڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار پر یا نمائشی دروازوں پر یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے' جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے' جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔"

"ہم یہ نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کس قدر دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔"

(دیکھئے: SCMR August 1993)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کو اردشیر کاؤس جی کے مذہب کے بارے میں بھی چند معلومات فراہم کر دی جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ انہیں قادیانیوں سے اتنا پیار کیوں ہے؟ اردشیر کاؤس پارسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جسے "زرتشتیت" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس کا تاریخی تسلسل جگہ جگہ سے منقطع ہے اور اپنے ابتدائی دور سے ہی اپنے پیغمبر کی تعلیمات سے انحراف کا مرتکب قرار دیا جا سکتا ہے۔ عربوں کی فتح ایران اور وہاں اشاعت اسلام کے بعد یہ لوگ ہندوستان میں پناہ گزین ہوئے اور یہاں' پارسی کے نام سے گردانے جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک آگ ایک مخصوص مذہبی اہمیت کی حامل ہے۔ آگ کی تعظیم و تقدیس سب سے بڑا مذہبی فریضہ ہے۔ درحقیقت آتش پرستی' زرتشتی یا پارسیت کا دوسرا نام ہے۔ ان کے ہاں "بت پرستی" عام ہے۔ اہم دیوتاؤں کے علاوہ کئی چھوٹے بڑے بتوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ زرتشتی مذہب اور ایران کے پرانے مشرکانہ مذہب میں کوئی فرق نہیں۔ "یاشت" نامی بت کی نہ صرف پوجا کی جاتی ہے بلکہ حمد و ثنا کے بھجن بھی گائے جاتے ہیں۔ ان کے ہاں مردوں کو دفن کرنے کی بجائے ان کو کھلی جگہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں ان کو چیل کوے کھاتے ہیں۔ ان کے ہاں محرمات کے ساتھ شادی جائز ہے۔ 1976ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں 5 ہزار پارسی ہیں۔ پارسی اپنی جماعت میں کسی فرد کو شامل کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پارسی مرد یا عورت کسی غیر پارسی سے شادی کرے تو بھی یہ دوسرا شخص تبدیلی مذہب کر کے پارسی نہیں بن سکتا۔

بقول شخصے "اسلام اپنے مخالفین کے جذبات کا جب اس قدر لحاظ رکھتا ہے کہ ان کے جھوٹے اور باطل عقائد کے خلاف مخصوص آداب و حدود سے متجاوز ہو کر رائے زنی نہیں کرنے دیتا تو حقیقت میں وہ غیروں کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ جو عقائد چاہیں رکھیں اور جن آراء کو چاہیں اختیار کریں' انہیں جبراً" عقائد کو چھوڑنے اور رائے تبدیل کرنے کی سطح پر نہیں لایا جائے گا۔ البتہ جس طرح ان کی دل آزاری کی مسلم معاشرے کے افراد کو اجازت نہیں' ٹھیک اسی اصول کے تحت ان کے لئے بھی ہرگز یہ روا اور جائز نہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑائیں' قرآن کی توہین کریں یا پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں ایسی ہرزہ سرائی اور بدزبانی کریں جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے۔ وہ اپنے عقائد پر قائم رہنے میں آزاد ہیں لیکن اسلامی عقائد پر حملے کرنے کو ان کا حق آزادی

دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے حقائق پر پردہ ڈالا جاسکتا ہے۔ یہ ایک نازک اور حساس مسئلہ ہے۔ اس پر اظہار خیال سے پہلے مناسب ہوگا کہ جذبات اور جانبداری کو ایک طرف رکھ دیا جائے اور حقیقی اسباب وعلل کا کھوج لگایا جائے۔ تبھی اس کا حل نکالا جاسکتا ہے۔ یہ موضوع اتنا سہل نہیں جتنا بظاہر نظر آتا ہے۔ انہوں نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے اس کے ازالہ کے لئے انہیں قرآن وسنت سے بہت سے دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ ہمیں بنیاد پرست کہہ کر ہماری بات پر توجہ نہ دیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی خدمت میں پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کے چند اقتباسات پیش کئے جائیں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالتیں دونوں طرف کے دلائل وبراہین کا جائزہ لینے کے بعد قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتی ہیں۔

قادیانیوں نے امتناع قادیانیت صدارتی آرڈیننس نمبر20 مجریہ 1984ء کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ جہاں ان کی رٹ درخواست خارج کرتے ہوئے جج صاحبان نے متفقہ طور پر اس آرڈیننس کو درست قرار دیا اور قادیانیوں کے بارے میں لکھا کہ:

"قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہوسکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہوسکا لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لئے ادارے موجود ہیں اور اس لئے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔"

(دیکھئے: PLD1985-FSC-8)

اس کے بعد قادیانیوں نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بینچ میں اپیل دائر کی۔ جہاں سے پھر ان کی درخواست خارج ہوئی۔ اور سپریم کورٹ کے 5 معزز جج صاحبان نے اپنے متفقہ فیصلہ میں لکھا کہ:

"اس ترمیم نے مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو جو عموماً" احمدیوں کے نام سے معروف ہیں 'غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری' پارلیمانی' نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں یہ تصریح بھی موجود تھی کہ:" احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔" اور یہ کہ: "اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے 140 وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا تھا کہ "قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔" (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد 4' 1974ء)

(دیکھئے: PLD1988SC667)

لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا کہ:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے بذات خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعوے کو مسترد کیا اور اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا "خود کاشتہ پودا" ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں' تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔" (دیکھئے: PLD1987 Lahore,458)

کوئٹہ ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب جسٹس امیر الملک مینگل نے اپنے ایک فیصلہ میں اس آرڈیننس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا کہ:

"دفعہ ب۔ 298 تعزیرات پاکستان اور دفعہ ج۔ 298 تعزیرات پاکستان' دو آزاد دفعات ہیں جو الگ الگ جرائم کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ۔ 298 کا ابتداء" یہ منشاء تھا کہ مقدس ہستیوں 'ناموں' القابوں اور مقامات وغیرہ کو بے جا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے لیکن دفعہ ج۔ 298 کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز عمل کے لئے اس صورت میں سزادہی کا مستوجب قرار دیتی ہے 'جب وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے' یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے' یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشرواشاعت کرتا ہے' یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ج۔ 298 تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں مجلس قانون ساز کا منشاء دریافت کرنے کے لئے کوئی ابہام موجود نہیں ہے۔" (دیکھئے: PLD1988-Quetta 22)

لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب جسٹس خلیل الرحمن خاں نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن منانے پر پابندی عائد کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا:

"مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ احمدی مرزا صاحب کو حضرت محمدؐ کا بدل مانتے ہیں۔ اس لئے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ "محمد رسول اللہ" کا استعمال ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ 295- سی ت پ (جس کی سزا 'سزائے موت ہے) کے دائرہ میں آتا ہے۔"

اظہار نہیں مانا جا سکتا۔ آج کے معروف و مشہور افکار میں سے وہ چاہیں تو سیکولرازم کو اپنائیں یا کمیونزم کو یا سوشلزم کو۔ مغربی تہذیب کے گن گائیں یا عیسائیت و یہودیت میں سے کسی کے محاسن گنوائیں۔ لیکن انہیں اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی کہ مسلمان معاشرے میں رہتے ہوئے وہ اسلام کے خلاف جو چاہیں' کہتے پھریں اور کہنے میں جو انداز اور جو الفاظ چاہیں' استعمال کرتے پھریں۔ عمل اور رد عمل اور علت اور معلول کا قانون ہر کہیں بروئے ظہور آتا ہے۔ مسلمان کے عقائد پر حملہ ہو گا' اس کے دین کی تحقیر کی جائے گی' اس کے اساسات ایمان پر وار ہو گا اور اس کے مرکز عقیدت پر ضرب لگائی جائے گی' اس کے نبیؐ اور قرآن کے بارے میں زبان درازی کا مظاہرہ ہو گا' تو اس کے اندر غیظ و غضب کے جذبات ابھرنا ناممکن اور غیر فطری نہیں ہو گا۔ مغرب کا دینی حمیت سے بیگانہ معاشرہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ مسلمان کے لئے دین و ایمان کی کیا قدر و قیمت ہے؟ اس معاشرے کی بے روح دانش یہ جانتی ہی نہیں کہ مسلمان بے عمل اور گناہگار تو ہو سکتا لیکن اگر اس کے اندر دینی حس جاری و ساری ہو تو وہ بے غیرت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ناموس دین اور آبروئے رسالتؐ کے تحفظ کے لئے جان کو قربان کر دینا بہت کم قیمت سمجھتا ہے۔" احمقوں کی دوزخ کے ان دانشوروں کے لیے یہ بات ماورائے عقل ہے۔

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ایک بات صاف عیاں ہے کہ ان کے نزدیک امتناع قادیانیت آرڈیننس نہ صرف آئین کے مطابق ہے بلکہ یہ ملک میں امن و امان کے تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ اعلیٰ عدالتوں کے اتنے سارے فیصلوں کی موجودگی میں کسی ذی شعور کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ حکومت سے اس آرڈیننس کے خاتمہ کا مطالبہ کرے۔ ایسا مطالبہ کرنے کا مطلب قادیانیوں کو شعائر اسلامی کی بے حرمتی کی کھلی چھٹی دینا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا ہے جو ملک عزیز میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ جو شخص اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو ماننے سے انکاری ہو اور بلا وجہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اکڑا رہے تو پھر اس کا وہی علاج ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ ایسے شخص کو کم از کم الفاظ میں احمق کہا جا سکتا ہے۔ اردشیر کاؤس جی اور ان کے تمام حواریوں کو کان کھول کر سن لینا چاہئے بلکہ دل و دماغ میں بٹھا لینا چاہئے کہ یہ خاتم النبین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کا ملک ہے' آپ ایسے بے دین' سیکولر اور بت پرستوں کی جاگیر نہیں۔ ہم آپ سے صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ آپ غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ مناسب رہے گا کہ آپ واپس اپنے آقاؤں کی گود میں چلے جائیں۔ یہاں آپ کے مقاصد پورے ہوں گے اور نہ عزائم۔ یہاں تو آپ کے لئے بے سکونی ہی بے سکونی ہے۔ یہاں سکندر مرزا' غلام محمد ملک' انور علی اور جنرل اعظم ایسے کئی ہلاکو خاں اپنی پوری فرعونیت اور نمرودیت کے ساتھ آئے جنہوں نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کا حصہ بنانے کے لئے پوری سعی کی مگر انہیں منہ کی کھانی پڑی اور ذلت و رسوائی کے عمیق اندھیرے گڑھے میں جا گرے۔ ان کا مقدر بن گئی۔ یہاں جسٹس منیر ایسے قادیانی نواز بدبخت جج بھی آئے جو رات کو قادیانی شراب و کباب سے دل بہلاتے اور دن کو اپنی عدالت میں علماء حق پر غراتے' ان کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے' اس سے بڑی اور رسوائی کیا ہو گی! یہاں بینظیر بھٹو' اصغر خان' اعتزاز احسن' عارف اقبال بھٹی' اقبال حیدر' فخر الدین جی ابراہیم' حنیف رامے' این ڈی خان' منظور وٹو اور کئی دوسرے سیاسی گماشتے آئے جن کے انتخابی حلقوں میں قادیانیوں نے روپیہ پانی کی طرح بہایا تاکہ اقتدار میں آنے کے بعد انہیں تحفظ حاصل ہو لیکن انہیں بھی مسلمانوں کے غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑا اور آج ان کا ذکر "اس بازار" کے مکینوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں امریکی امپورٹیڈ وزیر اعظم معین قریشی بھی راہبر کے روپ میں راہزن بن کر اسی مقصد خبیثہ کے لئے مسلط کئے گئے۔ مگر ناکامی و نامرادی ان کا بھی مقدر ٹھہری۔ مسلمانان پاکستان نے ہر دور میں اپنے خون جگر سے تحفظ ختم نبوت کا حق ادا کیا ہے۔ کسی شخص کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ قادیانیوں کو اسلام کا سرٹیفکیٹ عطا کرے اور مسلمانوں کی دل آزاری کا سامان پیدا کرے۔ اور موجودہ حکمران تو اس ساری حقیقت حال سے واقف ہیں' وہ ایسی حماقت کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن پھر بھی اگر کسی کو 1953ء کے حالات دیکھنے اور دہرانے کا شوق ہو تو وہ آئے ——اور جرات کرے —— وہ اپنے تیر آزمائے —— ہم اپنے جگر آزمائیں گے —— وہ بغل میں چھری لے کر آئے —— ہم اپنے سینوں میں عشق مصطفیٰؐ کے چراغ جلا کر آئیں گے —— وہ رام رام کرکے آئے —— ہم نعرہ تکبیر بلند کرتے آئیں گے —— وہ اپنے پورے ریاستی گھمنڈ کے ساتھ آئے —— ہم اپنے اللہ کے بھروسے کے ساتھ آئیں گے —— وہ گولہ و بارود کے ساتھ آئے —— ہم تقوٰی کی دولت سے مسلح ہو کر آئیں گے —— جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے —— یہ افسانہ نہیں —— حقیقت ہے —— ہم آ گئے تو کری بازار دیکھنا!

*

قادیانی شبہات کے جوابات

سوال نمبر ۹

لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لماوسعھما الااتباعی۔ الیواقیت۔ ابن کثیر۔ اور شرح فقہ اکبر مصری نسخہ میں یہ روایت موجود ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔

جواب ۔ یہ غلط اور مردود قول ہے۔ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔ آج تک کوئی مرزائی اسکی سند پیش نہیں کر سکا۔ جن تینوں کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی حدیث کی کتاب نہیں۔ یہ حدیثیں دوسروں سے روایت کرتے ہیں اگر یہ حدیث ہوتی تو کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہوتی۔

نمبر۱۔ ابن کثیرؒ باسند روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے بھی اس کو بے سند لکھا ہے۔

نمبر۲۔ یہ کہ ابن کثیرؒ میں بااسناد صحیحہ متعدد مقامات پر احادیث صحیحہ و نصوص قطعیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس بے سند روایت کو نقل کرتے ہوئے ان سے سہو ہوا ہے۔ الیواقیت نے فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا ہے اب اگر قادیانیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہے تو فیصلہ آسان ہے کہ الیواقیت اس نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس کو دیکھ لینا چاہیئے۔ سو فتوحات مکیہ میں لوکان موسیٰ حیاً ہے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ الیواقیت میں سہو کاتب سے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا نام آگیا ہے۔

اسی طرح شرح فقہ اکبر کے صرف مصری نسخہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ ہند و پاک اور دیگر دنیا بھر کے شرح فقہ اکبر کے نسخوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں۔ نمبر۲۔ اسی شرح فقہ اکبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ہے جو دلیل ہے اس امر کی، کہ اس نسخہ میں غلطی اور سہو کاتب سے عیسیٰ علیہ السلام کا نام آگیا ہے نمبر۳۔ شرح فقہ اکبر کی اس روایت کا بھی قادیانیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہو تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں مصری نسخہ کے مطابق لوکان عیسیٰ حیاً لاوسعہ الااتباعی و بینت وجہ ذالک عند قولہ فاذاخذ اللہ فی شرح شفاء۔ ص ۹۹ مصری طبع

اب شرح شفاء کو دیکھ لیتے ہیں کہ اسمیں کیا ہے تو شرح شفاء جلد اول فصل سات میں آیت اذاخذ اللہ میثاق النبیین کے تحت لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو تورات پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ لوکان موسیٰ حیا ماوسعہ الااتباعی شرح شفاء جلد ا ص ۱۰۶ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ مصری نسخہ فقہ اکبر میں لوکان موسیٰ کی جگہ غلطی اور سہو کاتب سے عیسیٰ لکھا گیا ہے اب ذیل میں حضرت ملا علی قاری کی تصریحات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ملاحظہ ہوں۔

نمبر۱، موضوعات کبیر میں جو ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی تھی حدیث لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیا۔ پر بحث کرتے ہوئے اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔ لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ الااتباعی (ص ٦٧)

(نمبر۲) مرقاۃ شرح مشکوۃ مطبوعہ مصر ج ا ص ۲۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں لوکان موسیٰ حیاً

(نمبر۳) فینزل عیسی ابن مریم من السماء (مرقاۃ ج نمبر۵ ص ۱٦۰ مطبوعہ مصر)

(نمبر۴) نزول عیسیٰ من السماء (فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص۹۲ طبع ۱۳۲۳ھ)

(مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۵ھ)

اسی طرح تفسیر ابن کثیر۔ الیواقیت، فتوحات مکیہ کے لکھنے والے تمام حضرات کا ان مذکرہ کتب میں صراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر کرنا، اور مرزائیوں کا اسے تسلیم نہ کرنا اور بے سند مردود قول سے استدلال کرنا یہ اس امر کو واضح کرتا ہے۔ کہ صرف اعتراض برائے اعتراض برائے مغالطہ و برائے شبہ ان کا مقصد ہے اگر دیانت نام کی کوئی چیز ان میں ہوتی تو وہ اسکو پیش نہ کرتے۔

جواب نمبر ۲

اب اصل واقعہ کو ملاحظہ فرمائیں جس سے تمام استدلال کی حقیقت واضح ہو جائیگی۔ ایک دن رحمت عالم ﷺ کیخدمت میں حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ آئے انہیں کہیں سے تورات کے چند اوراق ملے تھے۔ انہوں نے رحمت عالم ﷺ سے ان کا تذکرہ کیا آپ ﷺ کی منشاء معلوم ہونے سے قبل ان کی تلاوت شروع فرمادی۔ آپ ﷺ کی طبیعت مبارک پر یہ گراں گذرا۔ حضرت صدیق اکبرؓ جو رمز شناس نبوت تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا تاثر معلوم کر کے فوراً حضرت عمرؓ کو ٹوکا۔ فرمایا کہ عمرؓ تجھے تیری ماں روئے کیا تو رحمت عالم ﷺ کے چہرہ مبارک سے ناراضگی کا اندازہ نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ نے تورات کے اوراق کی تلاوت بند کر دی۔ اور فوراً کہا رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا عمرؓ۔ لوکان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی۔ تورات کی بات نہیں آج اگر صاحب تورات حضرت موسیٰؑ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا۔ صحیح روایت یہ ہے (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان مشکوہ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

جواب نمبر ۳

موسیٰ علیہ اسلام زندہ ہوتے تو حضور علیہ السلام کی اتباع کرتے جیسا کہ معرج کی رات اتباع کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں وہ تشریف لائیں گے تو اتباع کریں گے۔ بحکم بشر عنا لا بشرعہ

جواب نمبر ۴

پھر دیکھیے قادیانیوں کی بدبختی کی انتہاء کہ حضور علیہ اسلام فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ بدبخت مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ فوت ہوگئے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے مرزا کہتا ہے کہ زندہ ہیں۔ حوالہ یہ ہے مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

وکلمہ ربہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء و لم یمت و لیس من المیتین۔

ترجمہ:۔ اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے۔ جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے وہ مرا نہیں اور وہ مردوں میں سے نہیں۔ مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کردیا۔ ہم قرآن میں بغیر وفات عیسیٰ کچھ نہیں پاتے۔ (نور الحق حصہ اول ص ۵۰)

مرزائی جس روایت کو بیان کرتے ہیں مرزا کے حوالہ نے اس کی تردید کردی۔ پس یہ روایت مرزائیوں کے

لئے بھی وجہ استدلال نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ اس مردود قول سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس حوالہ میں مرزا نے موسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کردی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات قرآن و سنت نے بیان کردی۔ بس مرزائیوں کے لئے یہ مردود قول بھی وجہ استدلال نہ رہا۔

جواب نمبر ۵

اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو قرآن و سنت اور اجماع امت کے حوالہ جات کے بعد اسکی توجیہہ یہ کیجاتی۔ لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین (علی الارض) ولما وسعھما الا اتباعی۔ غرض کہ کسی بھی طرح سے لیں۔ مرزائیوں میں یہ جس طرح ایمان نہیں ہے اس طرح اس قول میں جان نہیں ہے۔ (فافہم و کن من الشاکرین)

سوال نمبر ۱۰۔ مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام کیا تھا؟

جواب:۔ مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی تھا۔ مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب حقیقت الوحی ص ۳۳۲ روحانی خزائن ص ۳۴۶ ج ۲۲ پر لکھا ہے کہ

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا"

اس سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ مرزا قادیانی مرزائیوں کے نزدیک نبی تھا تو نبی کا خواب بھی شریعت میں حجت ہوتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور بیدار ہونے کے بعد اس پر عمل۔ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ امتی کا خواب غلط ہو سکتا ہے۔ نبی کا خواب غلط نہیں ہو سکتا اس لئے کہ نبی اور امتی کی نیند میں فرق ہے امتی کی نیند ناقض وضو ہوتی ہے نبی کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی۔ امتی جب سوتا ہے تو اس کی آنکھیں بھی سوتی ہیں اور دل بھی سوتا ہے۔ بخلاف نبی کے، کہ وہ جب سوتا ہے تو اسکی آنکھیں نیند کرتی ہیں اور دل خدا کو یاد کرتا ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۴ باب قیام النبی فی رمضان وغیرہ)

مرزائیوں کے نزدیک جب مرزا قادیانی نبی تھا تو مرزا کا یہ خواب بھی مرزائیوں کے لئے حجت ہونا چاہیے تھا مرزا قادیانی نے فرشتہ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام کچھ نہیں ہے۔ جب دوبارہ مرزا نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اس پر فرشتہ نے کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے۔ پہلی بار سوال کرنے پر کہا کہ کچھ نام نہیں ہے۔ دوبارہ پوچھنے پر کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے۔ اگر اس کا نام کچھ نہیں تھا تو یہ کیوں کہا؟ کہ میرا نام ٹیچی ہے اگر نام ٹیچی تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرا نام کچھ نہیں دونوں باتوں میں سے ایک سچ ہے دوسری جھوٹ، دونوں باتیں سچی نہیں ہو سکتیں اب مرزائی بتائیں کہ وہ نبی کتنا مقدس ہوگا؟ جس کا فرشتہ بھی جھوٹ بولتا تھا کیا آج تک کبھی فرشتے نے جھوٹ بولا؟ (اور پھر وہ بھی نبی کے سامنے) نیز یہاں پر توریہ کی بھی تاویل نہیں چل سکتی اس لئے کہ توریہ میں فتنہ فساد یا جان کا خطرہ لاحق ہونا ضروری ہے اور یہاں فرشتے کے لئے توریہ کا مقام نہیں تھا۔

سوال نمبر ۱۱

بعض مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ وہ مجدد تھا۔

جواب:۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب دافع البلاء کے ص ۱۱ روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۱۸ پر لکھا ہے کہ:۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" اس طرح مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقت الوحی کے ص ۳۹۱ روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲ میں لکھا ہے کہ :-

"اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں ۱۳ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں"

قادیانی کی بے شمار عبارتوں میں سے دو عبارتیں آپ کے سامنے ہیں جن میں مرزا صاحب نے کہا کہ میں نبی اور رسول ہوں مرزائی کہتے ہیں کہ وہ نبی نہ تھے اب مرزائی بتائیں کہ یہ بچے ہیں یا مرزا قادیانی؟ نیز مرزا قادیانی کے دعوئ نبوت کے بعد اس کو کافر نہ کہنے والا شخص بھی کافر ہو گا چہ جائیکہ اسے کوئی مجدد مانتا ہو۔

سوال نمبر ۱۲

مرزا یا مرزائی نواز طبقہ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ شدت نہیں ہونی چاہیے حضور علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے دشمنوں سے درگذر کیا۔ تو اب حضور علیہ السلام کی سنت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے درگذر کر لیا جائے نہ کہ ان کے ساتھ شدت برتی جائے۔

جواب: ایک ہے ذات، ایک ہے دین، اپنی ذات کے لئے شدت کی بجائے درگزر کرنی چاہیے مگر دین کے لئے شدت بعض اوقات لازم ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام اگر اپنے دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے تو یہ آپ ﷺ کی ذات کا مسئلہ تھا چونکہ حضور ﷺ کی ذات ہمارے لئے دین کا حصہ ہی نہیں بلکہ سراپا دین ہے اور دین کے معاملہ میں درگذر کرنا مداہنت ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک حضور ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ نرمی یا رعایت قطعاً جائز نہیں بلکہ حضور ﷺ کے دشمنوں کے مقابلہ میں اشداء علی الکفار کا نمونہ بننا چاہیے مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح حضور ﷺ کے ساتھ محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اس طرح حضور ﷺ کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا یہ بھی ایمان کی نشانی ہے۔ حضور علیہ السلام کا صحابہ کرامؓ کے متعلق ارشاد ہے

من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فبغضی ابغضھم

جو شخص صحابہؓ سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ نیز الحب للہ و البغض للہ کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اب آئیے اس طرف کہ آیا کبھی صحابیؓ کے سامنے کسی بد بخت نے حضور ﷺ کی توہین کی ہو، (نعوذ باللہ) اور صحابیؓ نے اسے برداشت کر لیا ہو، پوری اسلامی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اس کے برخلاف یہ تو ہے کہ کسی صحابیؓ کے سامنے حضور علیہ السلام کی کسی شخص نے توہین کی تو صحابیؓ نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر حضور علیہ السلام کی عزت کا تحفظ کیا۔ اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ بھی بڑا مشہور ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ کو پھانسی پر لٹکایا جا رہا تھا تو کفار نے

اس سے کہا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تجھے چھوڑ دیا جائے اور تیری جگہ تیرے نبی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے (نعوذ باللہ) تو جواب میں صحابیؓ نے فرمایا کہ پھانسی پر لٹکایا جانا تو درکنار اگر مجھے یہ کہہ دیا جائے کہ ہم تجھے چھوڑ دیتے ہیں اور تیری جگہ تیرے نبی کو کانٹا چبھو دیتے ہیں تو میں پھانسی پر لٹکنا گوارا کرلوں گا۔ لیکن اپنے نبی کو کانٹا چبھانا گوارا نہیں کرسکتا۔

نیز اس کے علاوہ تبلیغی نصاب کے ص ۱۷۰ پر ہے کہ جب عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ مصیبت پڑنے پر سب بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پاس کھڑے ہوئے تھے۔ یہ جملہ سن کر غصہ میں بھر گئے اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے معبود، لات کی پیشاب گاہ کو چاٹ، کیا ہم حضور ﷺ سے بھاگ جائیں گے؟ اور آپ ﷺ کو چھوڑ دیں گے۔ نیز اس کے علاوہ معارف القرآن ج ۸ ص ۴۰۰ سورہ ممتحنہ کی پہلی آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے بخاری شریف ج نمبر ۲ ص ۵۶۸ اسی طرح بخاری شریف ج ۱ ص ۴۲۲ کتاب المغازی کے حوالے سے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کی ایک مغنیہ عورت سارہ نامی مدینہ منورہ میں آئی ہوئی تھی جب وہ مدینہ سے جانے لگی تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اسے کفار کے نام ایک خط دیا جو حضور علیہ السلام کے مکہ مکرمہ پر خفیہ حملہ کرنے کے ارادہ پر مشتمل تھا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ، ابو مرثدؓ اور حضرت زبیرؓ بن عوام تینوں حضرات کو حکم دیا کہ سارہ کے پاس ایک خفیہ خط ہے جو وہ مکہ لے جارہی ہے وہ تمہیں روضہ خاخ پر ملے گی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے گھوڑوں پر بیٹھ کر اس کا تعاقب کیا۔ ٹھیک وہ ہمیں اسی مقام پر ملی جس مقام کا حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ ہم نے عورت کو کہا کہ خط دو اس نے انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دل میں سوچا کہ حضور ﷺ کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا خط ضرور اس کے پاس ہے یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا ہم نے اسے کہا کہ خط دے دے ورنہ تیرے کپڑے پھاڑ کر خط لے لیں گے اس پر گھبرا کر اس نے خط دے دیا (باقی تفصیل معارف القرآن میں دیکھی جاسکتی ہے۔)

غرض یہ کہ نبی علیہ السلام کی ہر بات کو سچا ماننا، آپ ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرنا۔ حتیٰ کہ ماں باپ آل اولاد عزیز اقارب جان و مال سے زیادہ آپ ﷺ کی ذات سے محبت کرنا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان مر مٹے، مگر آپ ﷺ کی توہین کو برداشت نہ کرے۔ غرض یہ کہ آپ ﷺ کا دشمنوں کو معاف فرمانا یہ آپ ﷺ کا ذاتی معاملہ تھا۔ حضور علیہ السلام کے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچانا۔ یہ ہمارے لیے اہم دینی امر ہے۔ ذاتی دشمن کو معاف کرنے کا ہمیں حق ہے نبی علیہ السلام کے دشمنوں کو معاف کرنا شریعت اسکی امت کو اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے فقہا نے تصریح کی ہے کہ جو شخص معاذ اللہ توہین رسالت کا ارتکاب کرے اسکی توبہ قبول نہیں اس پر قاضی سزا نافذ کرے گا۔

معراج شریف پر مولانا لال حسین اختر کی تقریر

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر کی واقعہ معراج شریف پر نجی آئی لینڈ کے براڈ کاسٹنگ سے غالباً" یہ تقریر نشر ہوئی جس میں واقعہ معراج شریف کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا۔ حضرت مرحوم کے مسودہ جات سے ہمیں دستیاب ہوئی۔ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

بے حد ثنا خالق حقیقی کے لئے جس نے تمام مخلوق کو نیست سے ہست کیا۔ لاکھ لاکھ ستائش ذات باری تعالیٰ کے لئے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ بے انتہا حمد قادر مطلق کے لئے جس نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے اور ان کی صداقت کے لئے معجزات کا اظہار کیا۔

بے شمار درود و سلام خاتم الانبیاء حبیب کبریا۔ ہادئ کامل۔ مصلح اکبر۔ انسانیت کے محسن اعظم۔ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جنہیں حالت بیداری میں معراج کے شرف سے مشرف فرما کر سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر وہاں تک سیر کرایا کہ جہاں تک مخلوق میں سے کسی کی رسائی نہیں۔ جنہیں معراج کی رات امام الانبیاء کے عہدہ جلیلہ سے نوازا گیا۔

مجھے آج مختصر سے وقت میں سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج مبارک کے مشہور واقعہ کے سلسلہ میں چند ضروری امور پیش کرنے ہیں۔ معراج عروج سے ہے جو ھبوط کی ضد ہے ھبوط کے معنی اوپر سے نیچے اترنا۔ عروج کے معنی نیچے سے بلندی پر چڑھنا۔ حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عرج بی۔ مجھ کو اوپر چڑھایا گیا۔ حضورؐ کے اس محیر العقول سفر کی دو منزلیں ہیں۔ پہلی منزل بیت اللہ شریف مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک۔ دوسری منزل بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں سدرۃ المنتہیٰ عرش معلی اور جہاں تک مخلوق کی سرحدیں ختم ہوتی ہیں۔ پہلی منزل کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہے۔

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی۔ برکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع البصیر ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جو لے گیا رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ دکھائے اس کو اپنی قدرت کے عجائبات بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

دوسری منزل کی نشان دہی سورۃ النجم میں فرمائی۔

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی تمہید و پہلی نظیر حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وقلنا یادم اسکن انت وزوجک الجنتہ۔** اور ہم نے فرمایا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ جنت کہاں ہے؟ فرمایا **عند سدرۃ المنتھی۔ عندھا جنتہ الماوی** (سورۃ النجم) سات آسمانوں کے

اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے اس کے قریب جنت ہے۔ ایک عرصہ تک حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کا قیام جنت میں رہا۔ علم الٰہی کے مطابق جب جنت میں رہنے کی مدت ختم ہوگئی تو شہنشاہ حقیقی نے **قلنا اھبطو منھا** جنت سے نیچے اترو' کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں جنت سے زمین پر اتارا گیا۔ کیونکہ **انی جاعل فی الارض خلیفہ** کے مطابق انہیں زمین میں زندگی گزارنی تھی۔

معراج کی دوسری نظیر حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر لے جانے سے دی گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمن انہیں قتل کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی۔

اذ قال اللہ یعیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفرو وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیمہ (آل عمران ۵۴)

جس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں تجھے موت سے بچانے والا ہوں تجھے اپنی طرف یعنی آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے ترے دشمنوں سے پاک کرنے والا ہوں وہ تجھے چھو نہ سکیں گے اور تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں دوسری جگہ فرمایا **وما قتلوہ یقینا" بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا" حکیما"** سورۃ النساء نمبر ۱۵۸

دشمنوں نے یقیناً" مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے زندہ مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتارے گئے حضرت مسیح علیہ السلام زمین سے آسمان پر لے جائے گئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں سے اوپر لے جائے گئے اور وہاں سے واپس زمین پر لائے گئے۔ شب معراج عروج توز افلاک گزشت۔ بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔

معراج کی رات حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں سے اوپر اس مقام تک تشریف لے گئے کہ جہاں تک نہ کوئی نبی پہنچ سکا اور نہ کوئی فرشتہ۔ بے سمجھ انسان کہتا ہے آسمانوں پر کوئی نہیں جاسکتا۔ نہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے نہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جسم اطہر سمیت سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر تشریف لے گئے آسمانوں پر جانا قانون قدرت کے خلاف ہے۔

یہ فریب اور دھوکہ ہے کہ جو امر ہماری سمجھ اور ہمارے مشاہدہ سے بالاتر ہے وہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قدرتیں غیر محدود ہیں۔ محدود عقل اور محدود تجربہ والا انسان غیر محدود قدرت خداوندی کا احاطہ نہیں کر سکتا یہ ملحدانہ شکوک و شبہات انہیں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو اپنے جیسا ضعیف و کمزور اور محدود طاقت والا سمجھتے ہیں۔ ما قدر اللہ حق قدرہ۔

کیا خدا تعالیٰ میں طاقت نہیں کہ کسی کو آسمان پر لے جائے' ہمارا عقیدہ ہے کہ ان اللہ علیٰ کل شی قدیر۔ جب خالق دو جہان ہر ایک امر پر قادر ہے تو پھر اپنے پیارے نبیؐ کو آسمانوں پر لے جاسکتا ہے۔

جس خالق کل نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ پیدا کیا جس قادر مطلق نے حضرت سیدنا

ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی کردی۔ جس مالک الملک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو اژدھا بنادیا۔ جس رب العالمین نے بنی اسرائیل کے لئے سمندر پایاب کردیا۔ جس خالق اکبر نے حضرت مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ انسانوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ جس احکم الحاکمین نے کھجور کے سوکھے ہوئے درخت (استن حنانہ) میں شعور اور عشق محمدیؐ پیدا کردیا۔ جس رب السموات والارض نے اپنے آخری نبی کی صداقت کے اظہار کے لئے چاند کو شق کردیا۔ وہی علیٰ کل شی قدیر اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش سے اوپر لے گیا۔

حیرت اور ہزار حیرت ہے ان نام نہاد مدعیان اسلام پر جو حضرت مسیح علیہ السلام اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانوں پر لیجانے کو ناممکن سمجھتے ہیں۔ جب ہماری آنکھوں کے سامنے سینکڑوں من کے ہوائی جہاز فضا میں اڑ رہے ہیں۔ راکٹ اپنے بھاری وزن کے ساتھ برق رفتاری سے چاند اور مریخ تک پہنچ رہے ہیں۔ جب روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ہماری دنیا تک پہنچ رہی ہے جب بجلی ایک منٹ میں زمین کے گرد پانچ سو مرتبہ گھوم سکتی ہے۔ جب بعض سیارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے گردش کررہے ہیں۔ تو کیا قدرت خداوندی سے بعید ہے کہ وہ اپنی قدرت قاہرہ و کاملہ سے حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں عرش معلّٰی سے اوپر لے جائے اور واپس مکہ معظمہ پہنچادے اور حضورؐ کے سفر کے دوران سورج۔ چاند۔ سیاروں۔ ستاروں اور زمین و آسمان کی گردش و حرکت بند فرمادے تاکہ مخلوق کو وقت کا احساس ہی نہ رہے۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں لفظ سبحان قدرت خداوندی اور خارق عادت امر کے اظہار کی غرض سے فرمایا گیا۔ کہ خالق کائنات ہر قسم کے عجز و کمزوری سے منزہ و پاک ہے۔ وہ پوری قدرت رکھتا ہے کہ اپنے عبد کو رات کے لمحہ میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس لے جائے۔ اصل مقصود بیت المقدس تک لے جانا نہ تھا لیکن مقصود اصلی کی تصدیق کا ذریعہ تھا کیونکہ بیت المقدس مکہ معظمہ والوں کا دیکھا ہوا تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انہیں علم تھا کہ آپ بیت المقدس تشریف نہیں لے گئے۔ جب مکہ والوں نے بیت المقدس کے مقامات و نشانات اور اس کے نقشہ کے متعلق حضورؐ سے سوالات کئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سوالات کے جوابات میں بیت المقدس کا پورا نقشہ اور تمام مقامات کا محل وقوع اور نشانات بیان کردیئے۔ جب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کے تھوڑے سے حصہ میں بیت المقدس تشریف لے جانا اور واپس آنا ثابت ہوگیا تو یہ حضورؐ کے سدرۃ المنتہیٰ تک کے عظیم الشان سفر کی تصدیق ناقابل تردید دلیل ہوگئی۔

قرآن مجید میں لفظ عبد صرف روح یا صرف جسم پر نہیں بولا گیا بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان کو عبد کہا گیا ہے۔ اسراء خواب دیکھنے کو نہیں کہا گیا بلکہ رات کے وقت سفر کرنے کو کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ان دونوں لفظوں کے اطلاق کی مثالیں موجود ہیں۔

اکابر کے خطوط

مجلس تحفظ نبوت کاملا ”مذہبی و تبلیغی جماعت ہے۔ اسکا ملکی الیکشنی سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ ابتداء میں اس کے دستور میں یہ پابندی تھی کہ اسکا کوئی رکن کسی سیاسی جماعت کا رکن نہیں بن سکتا نہ ہی وہ الیکشن میں حصہ لے سکتا تھا۔ حضرت امیر شریعت کے زمانہ تک یہی رہا۔ بعد میں حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے دور امارت میں دستور میں ترمیم کردی گئی۔ کہ مجلس کا' رکن کسی بھی سیاسی جماعت کا رکن بن سکتا ہے یا یہ کہ کسی بھی سیاسی جماعت کا عہدیدار یا رکن مجلس کا رکن بن سکتا ہے۔ البتہ اب بھی مجلس کا عہدیدار کسی سیاسی جماعت کا نہ رکن بن سکتا ہے نہ ہی الیکشن میں حصہ لے سکتا ہے۔ جس وقت مجلس کے دستور میں اراکین پر سیاسی کام کرنے کی پابندی تھی۔ اس وقت کئی قابل قدر شخصیات کو الیکشن یا سیاسی مجبوریوں کے باعث جماعت کی رکنیت شپ سے مستعفی ہونا پڑا۔ تاہم وہ جماعت کے قابل احترام معاون اس وقت بھی تھے اب بھی ہیں۔ ذیل میں صرف تین حضرات کی رکنیت شپ سے مستعفی ہونے کی درخواستیں شائع کی جارہی ہیں۔ جن پر حضرت امیر شریعت نے ان کا استعفیٰ منظور کرکے دستخط فرمائے۔

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

السلام علیکم پارٹی کی صدارت و رکنیت سے مستعفی ہو رہا ہوں براہ کرم ہمارا یہ استعفیٰ اپنے توسط سے مرکزی دفتر ملتان کو بھجوا دیا اور اسکی منظوری سے مجھے مطلع فرمائیں فقط

فرزند توحید صدر مجلس ہذا

۱۵-۱-۵۸

بیت التوحید آصف کالونی کراچی ۱۶

استعفیٰ منظور ہے

۲۹/جنوری ۵۸

۴۸۷

بخدمت جناب صدر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مبارک۔ راقم الحروف قریباً دو سال سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات رکن کی حیثیت سے انجام دیتا رہا ہے۔ یہاں کے حالات کے پیش نظر شرائط رکنیت کی پابندی میں دقتیں پیش آرہی ہیں لہٰذا راقم السطور مجلس تحفظ ختم نبوت کی رکنیت سے سبکدوش ہوکر آئندہ کیلئے معاون کی حیثیت سے خدمت کرنا چاہتا ہے۔ امید ہے کہ درخواست منظور فرما کر آئندہ کیلئے راقم کو معاون تصور فرمایا جائیگا۔

والسلام

احقر محمد یحییٰ [illegible]
سکنہ ڈھوک زمان ضلع میانوالی
حال مقیم [illegible]
[illegible] ۱۹۵۸ء

استعفیٰ منظور ہے
[illegible]
۱۰ [illegible] ۵۸

Dawakhana Anis-ul-Ghuraba (Regd.)
دواخانہ انیس الغربا (رجسٹرڈ)
[illegible]
[illegible]
LAHORE [illegible]

بزرگ محترم

سلام مسنونہ! لاہور کارپوریشن کے انتخابات کے حالات ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ احباب و اہل محلہ کے پر زور اصرار پر میں بطور امیدوار حصہ لینے پر مجبور ہوگیا ہوں۔ لہٰذا علیٰ دستور دفعہ ۱۴ شق نمبر ۷ کی رو سے میں مجلس کی رکنیت سے سبکدوش ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ بحیثیت معاون تک جماعتی خدمات سرانجام دیتا رہوں گا۔

[illegible]

مسیحی اعتراضات کے جوابات

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

مغالطہ نمبر ۳۔۔۔ قرآن کہتا ہے کہ نوح کو خدا نے حکم دیا تھا

ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون (ھود)

اور ظالموں کو بچانے کے متعلق مجھے کچھ مت کہنا کیونکہ وہ غرق کئے جائینگے۔ باوجود اس صریح حکم کے نوح علیہ السلام نے اس حکم خداوندی کی عمداً خلاف ورزی کی۔ قرآن خود شہادت دیتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے ظالم اور کافر بیٹے کے متعلق خدا سے دعا کی۔

ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحکمین (پ ۱۲ ھود ۱۱ نمبر ۴۵)

اور عرض کیا اے میرے رب میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس دعا کے جواب میں خداوند نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ میرے صریح حکم کے خلاف کافر بیٹے کے بچاؤ کی درخواست کیوں کی؟ اور یہ گناہ کیوں کیا؟ تو نوح نے کہا

والا تغفر لی وترحمنی اکن من الخسرین (ھود نمبر ۴۷)

اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوںگا۔ ان الفاظ میں نوح علیہ السلام نے اپنے گناہ کی معافی طلب کی۔ پس قرآن سے ثابت ہوا کہ نوح علیہ السلام سے گناہ سرزد ہوا تھا۔

جواب:۔ حضرت نوح علیہ السلام پر صریح بہتان ہے کہ وہ عمداً اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے نعوذ باللہ من ذالک گناہ کے مرتکب ہوئے تھے۔ قرآن حکیم میں حضرت نوح علیہ السلام کے کسی گناہ کا ذکر نہیں۔ اگر عیسائی بائبل کی مخصوص عینک اتار کر قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسے غلط اعتراضات قرآن حکیم میں نظر نہ آئیں۔

واقعہ زیر بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا:۔

قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول ومن امن (پ ۱۲ ھود ۱۱، نمبر ۴)

ہم نے کہا (کشتی میں) ہر ایک کے دو جوڑے سوار کر لو اور اپنے اہل کو سوائے اس کے جس کے متعلق پہلے حکم ہو چکا ہو اور ان کو بھی جو ایمان لائے۔

بیٹے کا اہل ہونا ظاہر ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اس دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نوح تمہارا یہ بیٹا تمہارے اس اہل سے نہیں کہ جسے ہم نے اس طوفان سے نجات دینی ہے۔ کیونکہ اس کے اعمال غیر صالح ہیں اور یہ من سبق علیہ القول اور ظالمین میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے کفر کا علم نہ تھا۔ ان کے بیٹے نے بوجہ منافقت اپنے کفر کو چھپایا ہوا تھا۔ حضرت کی دانست میں وہ مومن تھا اسی لئے اس کے بچانے کی درخواست کی۔ لہذا

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم
ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کی۔ صاحب مدارک نے علامہ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی منافقت کی تصریح کی ہے۔ نوح علیہ السلام کو بیٹے کے کفر کا علم نہ ہونا قرآن مجید سے بھی ظاہر ہے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

فلا تسئلن مالیس لک بہ علم (ھود ۱۱ نمبر۴۶)

پس (اے نوح) جس چیز کا تم کو علم نہیں ہے اسکی نسبت مجھ سے درخواست نہ کر۔

مندرجہ بالا دلائل و حقائق سے ثابت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہیں ہوا۔ رہا حضرت کا بارگاہ خداوندی سے طلب مغفرت، یہ محض اسلئے تھا کہ آپ کو بیٹے کے متعلق مشیت الہی کا علم نہ تھا حضرات انبیاء علیہم السلام بوجہ تقرب خداوندی ایسے امور پر بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طالب ہوتے ہیں۔

یہ بھی عیسائیوں کی غلطی ہے کہ وہ طلب مغفرت کے لئے گناہ کا وجود ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ پارہ ۳۰ سورہ نصر سے ظاہر ہے کہ نصرت خداوندی، فتح اور لوگوں کے فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہونے پر فرمایا فسبح بحمد ربک واستغفرہ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور اس سے طلب و مغفرت کر، حالانکہ نصرت الہی فتح اور دخول فی دین اللہ نعمائے خداوندی ہیں۔ کوئی گناہ نہیں پس ثابت ہوا کہ طلب مغفرت کے لئے گناہ کا وجود ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے دینوی و اخروی امور میں حفاظت کا طلب کرنا ہے۔ قضائے حاجت کے بعد غفرانک کہنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ حالانکہ قضائے حاجت شرعاً کوئی گناہ نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح ظاہری نجاست سے خلاصی ہوئی ہے اس طرح باطنی نجاست سے ہماری حفاظت فرما کر درجات بلند کئے جائیں۔

مغالطہ نمبر ۴:۔ قرآن میں کہا گیا ہے کہ حضرت یونسؑ خدا سے اس لئے غصہ ہو کر کہ اس نے یونسؑ کے دشمنوں پر عذاب کیوں نہ بھیجا قوم کو چھوڑ ترک وطن کر گئے اور یونسؑ نے یہ سمجھا کہ خدا مجھے اس بستی میں واپس لانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جب وہ سمندر میں سفر کر رہا تھا اور مچھلی اسے نگل گئی تو یونسؑ نے کہا کہ واقعی میں ظالم ہوں۔ جب یونسؑ نے اپنے ظلم کا اعتراف خود کر لیا تو وہ گناہ سے معصوم کیسے ہوا؟

(جواب) باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وذالنون اذ ذھب مغاضباً وظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین (پ۱۷ الانبیاء ۲۱ نمبر۸۷)

اور مچھلی والا (یونس) جب کہ وہ غصہ ہو کر چلا گیا اور اسے یقین تھا کہ ہم اس پر تنگی نہ کرینگے پھر اس نے اندھیروں میں پکارا کہ کوئی حاکم اور معبود نہیں سوا تیرے تو بے عیب اور پاک ہے بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے

ذھب مغاضباً کے معنی ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر غصہ کی حالت میں قوم کو چھوڑ کر وہاں سے ہجرت کر گئے کیونکہ باوجود اتمام حجت کے قوم ان کی نبوت پر ایمان نہ لائی، بلکہ ان کی مخالفت پر کمر بستہ رہی پس وہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر ترک وطن کر گئے۔ نعوذ باللہ من ذالک نبی تو کجا ایک مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے تک کا خیال دل میں لائے۔ بعض حضرات نے جو مغاضباً کر بہ لکھا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا قوم پر غضب اللہ تعالیٰ کے لئے تھا بغض للہ تکمیل ایمان کی نشانی ہے جیسا کہ

حضور سرور کائنات سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا من ابغض للہ فقد استکمل الایمان

ان لن نقدر علیہ کے یہ معنی نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت یونس علیہ السلام نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس علاقہ میں واپس لانے کی قدرت نہیں رکھتا ایسا عقیدہ تو کفر ہے جو ایک عام مومن کے شایان شان نہیں چہ جائیکہ ایک برگزیدہ نبی کے قلب مبارک میں ایسا خیال آئے۔

نقدر قدرت سے نہیں بلکہ قدر سے ہے جس کے معنی اندازہ ہے اور قدرت علیہ الشی کے معنی ہیں ضیقتہ اسے تنگ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(الف) لینفق ذوسعة من سعته ومن قدر علیه رزقه فلینفق مما اته الله

(پ۲۸ الطلاق ٦٥ نمبر۷)

چاہیئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کی روزی تنگ ہے تو چاہے کہ وہ اس سے خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے۔

(ب) الله یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (پ۱۳ الرعد۱۳ ،نمبر۲٦)

اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

(ج) واما اذما ابتلہ فقدر علیه رزقه (پ ۳ الفجر۸۹نمبر۱٦)

اور جب اسے آزماتا ہے پھر اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے۔

جسطرح ان آیات میں قدر کے معنیٰ تنگی ہے اسی طرح لن نقدر علیہ کے معنیٰ ہیں اس پر تنگی نہ کرے گا (مفردات امام راغب)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہجرت کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت اور تنگی نہ فرمائیں گے۔ان کنت من الظلمین۔ ظلم کے معنی ہیں وضع الشی فی غیر موضعہ المختص بہ۔ یعنی ایک چیز کا اس مقام سے جو اس کے لئے خاص ہے ہٹا کر دوسری جگہ رکھنا کمی سے ہو یا زیادتی سے، یا اس کے وقت سے ہٹ کر یا مکان سے ہٹا کر۔ ظلمت الارض کا معنی ہے ایسے مقام سے کھودا جو کھودنے کی جگہ نہ تھی۔ حق سے تجاوز کا نام بھی ظلم ہے خواہ وہ نہایت ہی قلیل ہو یا بہت زیادہ ہو، ظلم کے تین اقسام ہیں اول بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اس میں کفر و شرک سب سے بڑھ کر ہے، دوم مخلوق خدا اور لوگوں پر ظلم۔ سوم اپنے نفس پر ظلم یعنی اپنے آپ کو نقصان پہنچانا (مفردات امام راغب)

حضرت یونس علیہ السلام کا اپنے متعلق ظلم کی نسبت کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی باری تعالیٰ کی اجازت حاصل کئے بغیر ہجرت کر کے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ہے اے پروردگار اس میرے نقصان کی تلافی فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

مغالطہ نمبر۵:۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے خدا کے حلال کردہ کو حرام ٹھرا کر خدا کے حکم کی نافرمانی کی۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک
(پ۲۸ التحریم ٦٦نمبر۱)

اے نبی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے حلال کیا ہے آپ ﷺ اس کو کیوں حرام کرتے ہیں؟ اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ بخاری شریف مسلم شریف ترمذی شریف میں آیت مبارکہ کا شان نزول لکھا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ ہر روز نماز عصر کے بعد یکے بعد دیگرے چند لمحات کے لئے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت زینبؓ کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے انہوں نے شہد پیش کیا حضور علیہ السلام کو شہد مرغوب تھا اس کے نوش فرمانے میں معمول سے زیادہ قیام فرمایا بعد میں کئی دنوں تک یہی صورت حال رہی کہ حضور ﷺ حضرت زینبؓ سے شہد نوش فرماتے۔ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ آپ سے مغافیر کی ہیک آتی ہے۔ حضور ﷺ کو بد بو سے طبعی شدید نفرت تھی آپ ﷺ نے فرمایا۔ (مغافیر عرب میں بد بودار پھول ہوتا ہے۔ اگر شہد کی مکھیاں اس پھول سے رس لے کر شہد بنائیں تو اس شہد میں بھی مغافیر کی ہیک ہوتی ہے)

زینبؓ نے مجھے شہد پلایا تھا اس میں مغافیر کا اثر ہوگا آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کی خوشنودی کے لئے قسم اٹھائی کہ آئندہ کبھی شہد نہ پیونگا۔

حلال کو حرام کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے شہد کو حلال سمجھتے ہوئے قسمیہ عہد فرمایا تھا کہ آئندہ اسے استعمال نہ کرونگا ایسا عہد شرعاً جائز تھا اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ تھی۔ حضور ﷺ کے شان اقدس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پسند نہ فرمایا کہ آپ ایک حلال چیز کو بعض ازواج مطہرات کی خوشنودی کے لئے اپنی ذات گرامی پر حرام قرار دے کر تکلیف اٹھائیں۔

باری تعالیٰ کے اس ارشاد سے تو حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی جلالت شان کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی مرغوب طبع غذا کے متعلق از خود جو پابندی عاید کرلی تھی اللہ تعالیٰ نے اس پابندی کو اٹھا دیا۔

بقیہ از ص ۴۸

مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم' مولانا اللہ وسایا' مولانا عزیز الرحمٰن مدظلہ' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مولانا عبد الرزاق مجاہد نے حاجی محمد حنیف کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور قاری مشتاق احمد رحیمی سے ہمدردی کا اظہار کیا اور مولانا سید طیب شاہ ہمدانی مدظلہ نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرماوے اور ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ یہ اجلاس رات کے ایک بجے اختتام پذیر ہوا۔

انتخاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ جابہ ضلع خوشاب

امیر۔ حافظ محمد حیات۔ ناظم ملک حاجی نور زمان۔ ناظم تبلیغ۔ مولوی خادم حسین مغل۔ ناظم نشرو اشاعت۔ عبد الغفور۔ خازن۔ حاجی غلام سرور۔ نمائندہ مجلس عمومی۔ حافظ محمد حیات۔ حاجی نور زمان۔

قادیانیوں کے اصل عقائد

بجواب

جماعت احمدیہ کے عقائد

مولانا محمد شریف جالندھری

قادیانیوں نے "جماعت احمدیہ کے عقائد" نامی ایک کتابچہ شائع کیا جس کا (مغربی) پاکستان میں جواب "مرزائیوں کی طرف سے بہت بڑا فریب" شائع کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد قادیانیوں نے اپنا کتابچہ (مشرقی) پاکستان میں شائع کیا تو اسکا جواب وہاں پر شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے یہ پمفلٹ مرتب فرمایا جو بنگلہ زبان میں شائع کرنے کی غرض سے وہاں بھجوایا گیا۔ اصل پمفلٹ اردو میں تھا۔ اس کا مسودہ حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر نے محفوظ کر لیا (مغربی) پاکستان میں یہ آج تک شائع نہیں ہوا۔ قادیانی عقائد کو سمجھنے کے لیے مختصر اور جامع تحریر ہے۔ اسے شائع کر رہے ہیں (ادارہ)

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں۔ کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر دعوی کرے۔ کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے۔ تو وہ شخص کاذب ہے۔ اور واجب القتل خط حکیم الامتہ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ انوار اقبال ۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شیئی علیما** ترجمہ: نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالی ہر چیز کا جاننے والا۔ اس آیت میں آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کے ختم کر دینے کا اعلان فرمایا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر تمام انبیاء و رسل پر فضیلت عطا کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

ہے کہ انبیاء و رسل کے گروہ میں سب سے پہلے آدم ہیں۔ اور سب سے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے امت مسلمہ کو جہاں دوسرے آنے والے مفاسد و فتن سے آگاہ فرمایا۔ وہاں جھوٹے نبیوں کے دجل و فریب کی بھی اطلاع دی۔ ارشاد گرامی ہے کہ میرے بعد تیس کذاب و دجال پیدا ہوں گے۔ جو اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ لیکن میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ کی روایت میں ارشاد ہے۔ ایسے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہوکر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے۔ جو شخص ان کی بات پر عمل کرے گا۔ اسے جہنم میں داخل کرکے چھوڑیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایسے اشخاص کی علامات دریافت کیں۔ تو ارشاد ہوا کہ وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے (یعنی مسلمان کہلائیں گے) ان کا ظاہر علم و تقویٰ سے آراستہ ہوگا۔ مگر باطن ایمان و ہدایت سے خالی ہوگا۔ وہ ہماری ہی زبانوں سے باتیں کریں گے۔ مطلب یہ کہ بظاہر قرآن و حدیث سے ہی استدلال کریں گے۔ مگر امت محمدیہ کے سراسر خلاف مطلب نکالیں گے۔ اسی روایت میں ارشاد فرمایا۔ کہ اگر ایسی حالت رونما ہو تو ان گمراہ فرقوں سے الگ رہنا۔ اگرچہ تمہیں درختوں کے پتے اور جڑیں چبا کر گذر کرنا پڑے اور تادم مرگ اسی طرز زندگی پر مجبور رہو (بخاری و مسلم)

ان روایات میں لسان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے کذاب کے ساتھ دجال کا لفظ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ اگرچہ قرآن و سنت کا لفظ استعمال کریں گے لیکن ان آیات و احادیث کا مفہوم بیان کرنے میں سراسر دجل و فریب سے کام لیں گے۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گمراہ فرقہ کے جہنمی ہونے کی وعید ارشاد فرمائی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ اور فراست نبوت سے مرزا غلام احمد کے دجل و فریب اور اس کے پاکستان میں اقتدار و کذب و زور کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ کہ ایک وقت میں تعلیم یافتہ مسلمان کو بہتر ملازمت' اچھی تجارت' خوبصورت اور تعلیم یافتہ بیوی دنیاوی اقتدار مرزائی (مرتد) ہونے سے حاصل ہوگا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہ فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تمہیں درختوں کے پتے اور جڑیں کھا کر گزارہ کرنا پڑے۔ جو مسلمان دنیاوی اقتدار' ملازمت شادی وغیرہ کے لئے مرزائیت اختیار کرتے ہیں ان کے لئے حضورؐ کے اس ارشاد گرامی میں کس قدر عبرت موجود ہے۔

مرزائی تعلیمات؟ فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دجل و فریب کا پلندہ ہیں اور جناب جلال الدین شمس آنجہانی مرزائی کا پمفلٹ شائع کردہ نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ میں شمس

صاحب نے اہل اسلام کو بہت بڑا فریب دینے کی کوشش کی ہے۔ پمفلٹ کو "جماعت احمدیہ کے عقائد" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس وقت جو پمفلٹ ہمارے سامنے ہے۔ اس پر بار پنجم تعداد ایک لاکھ جولائی ۶۴ء درج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فریب دہی کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ اور اب تک کروڑوں کی تعداد میں یہ پمفلٹ مسلمانوں تک پہنچایا جا چکا ہوگا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے ۶۴ء میں ہی اس کا جواب دیا گیا تھا۔ اور اس وقت جماعت ختم نبوت نے پمفلٹ موسومہ "مرزائیوں کی طرف سے بہت بڑا فریب" کے نام سے کثیر تعداد میں تقسیم کیا تھا۔ اب جب کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا تبلیغی نظام ۶۴ء کے تبلیغی نظام سے بہت ترقی کر چکا ہے۔ بحمد اللہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں ملک سے باہر بھی تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہیں۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ ۶۴ء کے پمفلٹ میں کچھ ترمیم و توسیع کے بعد دوبارہ شائع کیا جائے تاکہ وسعت پذیر نظام میں اس پمفلٹ کی اشاعت بھی دور دراز تک ہو سکے۔

آنجہانی شمس قادیانی نے اس پمفلٹ میں اپنی جماعت کے عقاید کی تشریح چھ باتوں سے کی ہے۔ اور انہی چھ باتوں سے اہل اسلام کو دھوکہ اور فریب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حالانکہ بانی جماعت احمدیہ اور اس کے جانشینوں کی تصانیف بھری پڑی ہیں۔ کہ انہی چھ باتوں میں وہ عالم اسلام کے خلاف عقاید رکھتے ہیں شمس صاحب نے لکھا ہے۔ (۱)اسلام ہمارا دین ہے (۲) لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہمارا کلمہ ہے (۳) قرآن کریم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا۔ (۴) آخری شریعت ہے۔ آیت خاتم النبیین پر ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم النبیین مانتے اور یقین کرتے ہیں۔(۵) آپ ہی کی امت میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں (۶)اور ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک قرآن مجید کے احکام میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہ ہوگی۔

قارئین کرام :۔ شمس صاحب قادیانی نے جو چھ باتیں بیان کیں بالکل وہی عقائد ہیں جو جملہ عالم اسلام کے ہیں اور اس طرح انہوں نے اہل اسلام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ مرزائیوں کے عقاید اور مسلمانوں کے عقاید میں کوئی فرق نہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر معاملہ یہی ہے تو پھر مرزا غلام احمد اور ان کے خلفاء اور متبعین نے کرہ ارض پر پھیلی ہوئی امت مسلمہ کے ۹۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر کیوں قرار دیا۔ حتیٰ کہ خلیفہ قادیانی جناب بشیر الدین محمود ایک دفعہ کسی طرح حجاز مقدس جانے میں کامیاب ہو گئے۔ تو واپس آکر کہا کہ غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے ہم نے احتراز کیا اور اگر کبھی حرم میں مجبورا" باجماعت نماز پڑھی تو قیام گاہ پر

آکر اسے لوٹایا دیکھئے اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھنے کا نتیجہ کہ بیت اللہ شریف میں پڑھی گئی باجماعت نماز کو لوٹایا کیونکہ امام غیر احمدی تھا اور مرزائیوں کے نزدیک سب مسلمان جو مرزائی نہیں دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں تمام دنیائے اسلام کے کفر کے متعلق مرزائی کتب میں یوں اظہار خیال ہے

مرزا غلام احمد رقم طراز ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں (مرزا کا خط مندرجہ **حقیقۃ الوحی** ۱۶۳' روحانی خزائن ص ۱۶۷ ج ۲۲)

اب ظاہر ہے۔ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ خدا کا فرستادہ' خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے (انجام آتھم ۶۲' روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

مرزا صاحب تیری جگہ لکھتے ہیں جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ۳۴۲ طبع دوم)

حکیم نورالدین قادیانی کی بھی سنئے۔ ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی **تخصیص** نہیں عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی اختلاف کیونکر ہوا (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۲۷۵)

(الف) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسولوں' کتابوں' فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں (ب) اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح (مرزا) کا منکر کیوں کافر نہیں (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۳۸۵)

مرزا بشیرالدین محمود لکھتے ہیں "ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں (یعنی غیر مرزائیوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔ کہ کچھ کر سکے" (انوار خلافت ص ۹۰ تقریر مرزا بشیر الدین محمود)

جو شخص غیر احمدی (یعنی غیر مرزائی) کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً" حضرت مسیح کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت (یعنی مرزائیت) کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو (اس حوالہ میں بشیر الدین محمود نے اہل اسلام کو ہندو عیسائی کے برابر کافر کہا) (ملائکتہ اللہ ص ۴۶)

مرزا غلام احمد کے دوسرے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی نتیجہ دیا "ہر ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے (کلمتہ الفصل ص ۱۱۰)

مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔ **قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین** (دیکھو حقیقت الوحی ص ۹۲) اب کہاں ہیں۔ وہ لوگ جنکا یہ قول ہے کہ مسیح موعود کو ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح موعود کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ دے اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں۔ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا۔ کیونکہ فقرہ **انی من الصادقین** اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعویٰ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ (کلمتہ الفصل ص ۱۴۳)

مرزائیت کی اندھیر نگری میں روشنی کے متلاشی بھائی مرزا غلام احمد اس کے خلفاء اور ممتاز اولاد کے خیالات پڑھ کر غور فرمائیں کہ اگر معاملہ آنجہانی شمس صاحب کے بیان کردہ عقائد تک ہی محدود ہے تو پھر انہی عقاید کے حامل ۹۰ کروڑ سے زائد مسلمانوں کے خلاف کفر کا فتویٰ کیوں اور پھر غضب یہ کہ مرزائیت کے پوپوں نے کسی بھی ملک کے مسلمانوں کو اس فتویٰ سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اس کفر کی بھینٹ وہ مسلمان بھی کر دیئے۔ جنہوں نے آج تک غلام احمد کا نام تک نہیں سنا۔ اب مرزائیوں کے گرو صاحبان کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ مرزائیوں اور عامتہ المسلمین سے ایک گروہ ضرور کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج جیسا کہ مرزائیت کے ناقوس اعظم جناب ظفر اللہ خاں نے قائد اعظم کو مسلمان نہ سمجھنے پر ان کا جنازہ نہ پڑھا اور کہا کہ "آپ چاہے مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر سمجھ لیں یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر "تو پھر مرزائی ۹۰ کروڑ کلمہ گو مسلمان کو جو دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں جن کے نزدیک بیت اللہ شریف میں ادا کی

گئی ایک نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے جن میں اسلامی شعائر' اسلامی مراکز کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں جو ملت بیضاء ہیں جب مرزائی ان سب کو کافر کہتے ہیں تو کیوں اپنے کو نئے نبی (کاذب) پر ایمان لے آنے کے باعث امت محمدیہ سے علیحدہ ایک امت قانونی طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ جب ان کا سارا نظام ہی امت مسلمہ سے علیحدہ ہے نہ نماز مشترک نہ معاشرت و ازدواجی تعلق مشترک حتی کہ بیت اللہ شریف کے افضل ہونے میں بھی اختلاف۔

اصلی بات جس طرح کسی سچے نبی کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح کسی جھوٹے مدعی نبوت کا ماننا کفر ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد سچے نبی ہیں اس لئے مرزائی اپنے سوا تمام کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک مرزا غلام احمد جھوٹا نبی ہے۔ اس لئے اہل اسلام کے نزدیک مرزائی گروہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک ساری امت محمدیہ باوجود کلمہ پڑھنے قرآن کریم کو آخری کتاب اور اسلام کو اپنا دین ماننے کے باوجود اس لئے کافر ہیں کہ اس نے مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانا اور امت محمدیہ کے نزدیک سب مرزائی کافر اور دائرہ اسلام سے اس لئے خارج ہیں انہوں نے ایک کذاب و دجال مدعی نبوت کو نبی مان لیا۔ مرزائیوں ہی کے عقاید کی روشنی میں ایک فریق یقیناً" کافر ہے۔ آیئے قانونی طور پر اسے تسلیم کر لیجئے۔ امت محمدیہ سے علیحدہ ہو جائے۔ مابخیر شما بسلامت۔

اب ہم آنجہانی شمس صاحب مرزائی کی بیان کردہ چھ باتوں کو علیحدہ بیان کرتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان چھ باتوں کو مرزائیوں ہی کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھیں۔ شمس صاحب کی بیان کردہ چھ باتیں نمبروار مع ہمارے جواب درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) مرزائیوں کا پہلا فریب

اسلام ہمارا دین ہے غلط کہا کیونکہ ان کے نزدیک غلام احمد کو سچا ماننے کا نام ہی اسلام ہے قادیانی اخبار کی شہادت ملاحظہ کریں: عبد اللہ کوئیلیم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے مسٹر ویب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (یعنی مرزا صاحب) نے مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ اس کی وجہ یہ ہے جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہ ہو اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حکیم نورالدین نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہمارا (یعنی قادیانیوں کا) اسلام اور ہے (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر۲ ص ۸۵)

حضرت مسیح موعود کی زندگی میں مولوی محمد علی قادیانی صاحب اور خواجہ کمال الدین کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے رسالہ ریویو آف ریلجز قادیان کی کاپیاں بیرون ملک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں مسیح موعود کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کروگے اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد نمبر۱۶/۳۲ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸)

جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابل ملامت نہیں اور ہرگز نہیں تو مرزا غلام احمد کو الزام دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر الزام کس لئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا و مولانا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اسلام کا صور تھا اس طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے (اخبار الفضل جلد ۷ نمبر ۹۷ ۲ مئی ۱۹۲۰)

قارئین کرام! شمس صاحب مرزائی کے دعویٰ اسلام ہمارا دین ہے کی تشریح آپ نے مرزائی تعلیمات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائی۔ مرزا غلام احمد مسلمانوں کے اسلام اور قادیانیوں کے اسلام کو دو علیحدہ چیزیں بیان کرتے ہیں جس اسلام میں غلام احمد کی نبوت کا اقرار نہ ہو اسے مردہ اسلام کہتے ہیں ان کے بیٹے مرزائی اسلام اور محمدی اسلام میں اتنا ہی فرق بتاتے ہیں جتنا محمدی اسلام اور موسوی اسلام۔ محمدی اسلام اور عیسوی اسلام میں ہے پھر اگر مسلمان انہیں محمدی اسلام سے خارج کرنے اور علیحدہ اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ کرتے ہیں تو خدا جانے مرزائی کیوں ناپسند کرتے ہیں مذکورہ حوالہ جات اور مرزائیوں کے طرز بود و باش سے بالکل علیحدہ مذہب امت محمدیہ سے علیحدہ فرقہ کی نشاندہی ہوتی ہے لیکن پاکستان میں مرزائی جس عظیم اکثریت سے ہر شعبہ حکومت پر قابض ہیں اس کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں میں ہی شمار ہو کر دونوں ہاتھوں سے مسلمانوں کے حقوق لوٹتے رہیں اس طرح مرزائی کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور کی بدترین مثال پیش کر رہے ہیں اور حکومت پاکستان اور عام مسلمانوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہیں

جماعتی سرگرمیاں

ختم نبوت کانفرنس دہلی
قادیانی ریشہ دوانیوں کا زبردست تعاقب

(۱۴جون ۱۹۹۷ء جامع مسجد شاہجہانی دہلی کے اردو پارک میں عظیم الشان تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس)

دہلی کی تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس کی رپورٹ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم حضرت مولانا قاری محمد عثمان مدرس دارالعلوم دیوبند نے ارسال کی ہے جو پیش خدمت ہے (ادارہ)

مرکزی دفتر تحفظ ختم نبوت دارالعلوم ملک کے مختلف صوبوں میں قادیانی فتنہ کی سرگرمیوں کی رپورٹ اپنی ذیلی شاخوں کے ذریعہ حاصل کرتا رہتا ہے، اور قادیانی فتنہ کے مکر و فریب سے عام مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے حسب ضرورت کاروائی کرتا رہتا ہے۔

راجدھانی دہلی میں بھی قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر تغلق آباد ہمدرد یونیورسٹی کے برابر میں مسلمانوں کی مسجد کی شکل میں بنا ہوا ہے جس کا مقصد ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں، دہلی کے قادیانی ہیڈ کوارٹر سے مختلف کالونیوں میں اور یوپی میں جو ریشہ دوانیاں کی جاتی ہیں اس کی اطلاعات دفتر کل ہند مجلس ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کو پہنچ جاتی ہیں اور ان کے سد باب کے لئے مقامی ذمہ داران کے مشورے سے مناسب حکمت عملی اپنائی جاتی ہے ۵/۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو قادیانیوں نے ماؤلنکر ہال دہلی میں پہلی بار کھلا اجلاس کیا جس کو دہلی یوپی کی سالانہ احمدیہ کانفرنس قرار دیا اور عام مسلمانوں کو اس میں شرکت کے دعوت و اجازت دی کانفرنس قرار دیا اور عام مسلمانوں کو اس میں شرکت کے دعوت و اجازت دی کانفرنس کے اناؤنسر صاحب نے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس کانفرنس کا مقصد لوگوں کو یہ سمجھانا ہے کہ جماعت احمدیہ (قادیانی گروہ) کن کن طریقوں سے اسلام کی خدمات انجام دے رہی ہے، جس میں قرآن مجید اور احادیث کے ترجمہ مختلف زبانوں میں کرنا بھی شامل ہے اس طرح کھلم کھلا ناواقف مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کرنے کا منصوبہ بنا کر اس کو عملی جامہ پہنایا گیا، قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے تحریف کردہ ترجمے و تفسیریں شائع کر کے اس کو اسلام کی خدمت قرار دیا جارہا ہے، نعوذ باللہ من ذالک ایسی صورتحال میں ملت اسلامیہ کے دردمند حضرات خاموش تماشائی بنے نہیں رہ سکتے، اسلئے جمعیۃ علماء ہند اور دہلی کے ذمہ دار حضرات نے طے کیا کہ جامع مسجد شاہجہانی کے سامنے اردو پارک میں ۱۴جون ۱۹۹۷ء کو ساڑھے سات بجے شام عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے جس میں عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت و اہمیت عام مسلمانوں کو سمجھائی جائے اور بتایا جائے کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور ﷺ کی دو بعثتوں کا عقیدہ ایجاد کر کے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی بعثت ثانیہ کی شکل میں عین محمد قرار دیا اور نبوت کو کسبی مانکر لوگوں کو ورغلایا کہ حضور ﷺ کی اتباع کامل کر کے آپ ﷺ کی مہر سے میں نبی بن گیا ہوں، یہی کفریہ عقائد آج تک مرزا قادیانی کی جماعت پھیلا رہی ہے، اسلئے شروع ہی سے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے بارے میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کا ایک ہی فتویٰ ہے کہ یہ لوگ کافر مرتد، زندیق ہیں

نیز مسلم و غیر مسلم حکومتوں کی عدالتوں نے مکمل بحث و تمحیص کے بعد تاریخی فیصلے کئے ہیں کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، لہذا قادیانیوں کا کفر بالکل طے شدہ امر ہے مزید کسی بحث و مباحثہ کی ضرورت ہی نہیں، اس کے باوجود قادیانی گروہ کا اصرار ہے کہ مرزا قادیانی کو نبی، مہدی، مسیح مان کر بھی ہم مسلمان ہیں، بلکہ ہمارا اسلام ہی حقیقی اسلام ہے اور مرزا قادیانی کے نہ ماننے کی بنا پر دنیا کے کروڑوں مسلمان پکے کافر ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) قادیانیوں کا یہ اصرار فریب کاری تو ہے ہی، مذہب اسلام پر زبردست حملہ اور اس کے خلاف خطرناک سازش بھی ہے جس کو مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام ۱۴ اجون کی کانفرنس کی تیاری اور عام مسلمانوں میں قادیانی فتنہ کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لئے بڑی بڑی جامع مسجدوں میں خطبہ سے پہلے ہر جمعہ کو تقریباً آدھا گھنٹہ تحفظ ختم نبوت ورد قادیانیت کے موضوع پر مدلل و پر مغز تقریروں کا سلسلہ اجلاس سے چار ہفتہ قبل شروع ہوا، علاوہ جمعہ کی تقریروں کے متون میں سڑکوں پر روزانہ اسی موضوع پر متعدد علاقوں میں اجلاس عام ہوئے جن کو تمام مسلمانوں نے بہت غور و فکر اور اہمیت کے ساتھ سنا، تقریروں کے ساتھ ساتھ ہر پروگرام کے موقع پر ہزاروں کی تعداد میں رد قادیانیت کے کتابچے اور پمفلٹ اردو، ہندی، انگلش میں مسلمانوں کو تقسیم کئے گئے جس سے لوگوں نے قادیانیوں کے مکر و فریب کو خوب سمجھا اور پختہ عزم کا اظہار کیا کہ نام نہاد احمدی جماعت کے لوگوں (قادیانیوں) سے مکمل سماجی، معاشرتی بائیکاٹ رکھیں گے۔ اور ۱۴ اجون کی کانفرنس میں شریک ہو کر اپنی ایمانی غیرت و حمیت کا بھرپور مظاہرہ کریں گے۔

ان پروگراموں میں تقریر کرنے کے لئے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور (دار جدید) مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (وقف) مدرسہ شاہی مراد آباد مدرسہ امدادالعلوم مراد آباد، مدرسہ اعزازالعلوم ویٹ، مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ، مدرسہ حسینیہ تاؤلی، کے اساتذہ کرام تشریف لاتے رہے، اور دارالعلوم کے آٹھ صاحبان جناب مولانا محمد یامین صاحب، جناب مولانا محمد عرفان صاحب، جناب مولانا محمد راشد صاحب (مبلغین) جناب مولانا شاہ عالم صاحب، جناب مولانا ادریس صاحب اور دو زیر تربیت طلبہ مولوی خالد گیاوی، اور مولوی ثناء اللہ دربھنگوی مع راقم الحروف، کے تقریباً ایک ماہ مستقل طور پر جمعیت علماء ہند کے دفتر میں دہلی میں مقیم رہے اور جمعیت علماء ہند کے آرگنائزر حضرات کے ساتھ مسلسل پروگراموں میں مشغول رہے، دہلی کے مشہور قدیم مدارس عربیہ مدرسہ امینیہ، مدرسہ عبدالرب، مدرسہ حسین بخش، مدرسہ فتحپوری سمیت جمنا پار اور مختلف کالونیوں کے مدارس و مکاتب اسلامیہ نیز خطباء آئمہ کرام و ذمہ داران مساجد نے پرخلوص تعاون دیا، اساتذہ مدارس اور خطیب حضرات نے تقریریں فرمائیں اور ۱۴ اجون کے اجلاس کی کامیابی کے لئے جدوجہد فرمائی اس سلسلہ میں خصوصیت سے جناب مولانا اسجد مدنی صاحب سیکریٹری جمعیت علماء ہند کا مخلصانہ تعاون قابل ذکر ہے، موصوف نے اپنے دفتر کے تمام عملے کو ہدایت دے رکھی تھیں، اور خود بھی روزانہ اور جمعوں کے پروگراموں کی تشکیل کے لئے شب و روز انتھک محنت فرماتے رہے، تقریباً ایک بجے شب میں روزانہ جلسوں میں شرکت کر کے واپس آتے تھے۔

اس موقع پر جناب مولانا شوکت علی صاحب مہتمم مدرسہ اعزازالعلوم ویٹ کے خصوصی تعاون کا تذکرہ بھی ضروری ہے، موصوف نے تقریباً چار ہفتے دہلی میں قیام فرما کر زبردست جدوجہد فرمائی۔

اس طرح سب کی مشترکہ محنت اور مخلصانہ تعاون سے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے دو

سو سے زیادہ جلسے منعقد کئے، اور لاکھوں مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت سمجھا کر قادیانی مغالطہ انگیزوں سے بچنے کی تلقین کی ۱۴ جون کی کانفرنس کیلئے مجلس استقبالیہ تقریباً ایک سو افراد کی تشکیل دی گئی، جس کے صدر جناب الحاج بابو دوست محمد صاحب قریشی اور جنرل سیکریٹری جناب الحاج فیاض الدین (حاجی میاں) حاجی ہوٹل والے بنائے گئے جبکہ جناب الحاج عیسیٰ شفیق صاحب (پیٹل والے) خزانچی مقرر کئے گئے۔

حاجی فیاض صاحب نے مینا بازار کے تاجران کی یونینوں کے صدور صاحبان و رفقاء سے رابطہ قائم کر کے اردو پارک میں اجلاس عام کے انتظامات کی تفصیلات طے فرمائیں۔ بفضلہ تعالیٰ مینا بازار کے تاجران صاحبان نے جلسہ گاہ کے تمام انتظامات اپنے ذمہ لے لئے، اور کانفرنس کے شایان شان تیاریوں میں مصروف ہو گئے، کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کیلئے اہم شخصیات اور امت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر کے حضرات کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

حسب توقع ان سب حضرات نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کیلئے کانفرنس کے انعقاد کو بروقت ایک ضروری اقدام قرار دیا، اور مکمل تائید فرمائی، اور شرکت کا وعدہ فرمایا، خوش قسمتی سے عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اپنے انتہائی مصروف و قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر رد قادیانیت کی اس تاریخی کانفرنس میں تشریف لانے کا پروگرام بنایا۔

۱۴ جون کو حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند و صدر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند اور حضرت امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیت علماء ہند نے رد قادیانیت کے موضوع پر پریس کانفرنس بلائی جس میں تقریباً ۶۲ اخباری رپورٹوں نے شرکت کی، ہر دو حضرات نے پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ ۱۴ جون کی کانفرنس قادیانیوں کے خلاف ملک گیر تحریک کا آغاز ہے جسکا مقصد قادیانیوں کی فریب کاریوں کو بے نقاب کر کے امت مسلمہ کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کرنا ہے، اردو ہندی، انگلش تمام اخبارات نے اس پریس کانفرنس کی خبروں کو اہمیت سے نشر کیا۔

کانفرنس میں شرکت کے لئے مسلمانوں کا جوش و خروش

بہر حال مختلف ذرائع سے عموماً اور محلہ محلہ، مسجد مسجد پروگراموں سے خصوصاً ۱۴ جون کی کانفرنس کی زبردست تشہیر ہوئی اور مسلمانوں میں ذوق و شوق بڑھتا چلا گیا، اور نہایت بے تابی کیساتھ اس مبارک ساعت کا انتظار کرنے لگے جبکہ قصر نبوت کے محافظین کے قافلے اردو پارک میں جمع ہونے لگے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۴ جون کا مبارک دن آ گیا، آج جامع مسجد شاہجہانی کا ماحول بدلا ہوا ہے، ہر روز کی طرح نہ ہنگامہ ہے نہ شور مینا بازار کی دوکانوں پر سامان خریدنے والوں کی آمد رفت نہ ہونے کے برابر ہے نماز عصر کے بعد ہی سے ہر طرف سے شمع رسالت کے پروانے اردو پارک کی طرف بڑھنے لگے، جامع مسجد کے اونچے اونچے مینار انکے استقبال کر رہے تھے، مغرب کا وقت ہوا، اور ہر طرف سے اللہ اکبر کی دلکش صدائیں بلند ہونے لگیں، شاہجہانی مسجد اور قرب و جوار کی مساجد اللہ کے سب نیک بندوں سے بھر گئیں، نماز ختم ہوتے ہی عجیب پر رونق منظر بن گیا، جسے دیکھو اردو پارک کا رخ کئے ہوئے تیز چلا جا رہا ہے دیکھتے ہی دیکھتے پورا میدان عاشقان ختم رسالت سے کھچا کھچ بھر گیا اور آزادی کے بعد

پہلی مرتبہ اردو پارک کے میدان میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی دعوت پر تقریباً پچاس ہزار شمع رسالت کے پروانوں نے عقیدت و اخلاص کے جذبات سے معمور قلوب کیساتھ جوق در جوق پہنچ کر سارقان ختم رسالت کے حوصلے پست کردیئے۔

ادھر کانفرنس کا اسٹیج بھی اپنی رونقوں اور دیدہ زیبوں میں اضافہ کر رہا تھا اکابر علماء اسلام، بزرگان دین، شیوخ طریقت ایک ایک کرکے اسٹیج پر جلوہ افروز ہونے لگے۔

اجلاس عام کا پروگرام

قاری سید محمد عفان منصور پوری متعلم دارالعلوم دیوبند کی تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا، تلاوت کے بعد تحریک صدارت پیش کرنے سے پہلے جناب مولانا قاری شوکت علی صاحب مہتمم مدرسہ اعزاز العلوم ویٹ مائک پر تشریف لائے اور عظیم الشان کانفرنس کی صدارت کیلئے امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی صاحب مدظلہ العالی کا نام نامی پیش کرنے سے پہلے حضرت موصوف کی طویل ملکی و ملی خدمات کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان میں دس بارہ سال قبل جب قادیانی فتنہ نے دوبارہ سر اٹھانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سعادت حضرت اقدس کے حصہ میں آئی کہ ہندوستان میں قادیانی فتنہ کا منظم تعاقب کرنے کا عملی پروگرام مرتب فرمائیں، چنانچہ موصوف کی تحریک پر مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۸۶ء میں سہ روزہ اجلاس تحفظ ختم نبوت، دارالعلوم دیوبند میں منعقد کیا جانا طے کیا، چنانچہ یہ اجلاس انتہائی کامیابی سے ہمکنار ہوا، اس موقع پر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی جسکے تحت تقریباً ۱۱ سال سے پورے ملک میں قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے کامیاب پروگرام ہوئے ہیں، اور یہ شاہجہانی جامع مسجد کی تاریخی تحفظ ختم نبوت کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس سے قادیانی فتنہ ارتداد کے خلاف پرزور تحریک کا آغاز بھی ہورہا ہے"۔

اس لئے اس عظیم الشان کانفرنس کی صدارت کیلئے ہمارے درمیان سب سے زیادہ موزوں شخصیت حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب صدر جمعیت علماء ہند رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی ذات گرامی ہے۔

قاری صاحب موصوف کی تحریک صدارت کی تائید کرتے ہوئے حضرت مولانا قاری محمد میاں صاحب شاہی امام عیدگاہ دہلی نے فرمایا کہ جس ذات گرامی کا نام نامی صدارت کیلئے پیش کیا گیا ہے اسکی میں پرزور تائید کرتا ہوں۔

اسکے بعد جناب قاری عبدالرؤف صاحب استاد دارالعلوم دیوبند نے تلاوت کلام پاک سے سامعین کو محظوظ فرمایا، تلاوت کے بعد بھاگلپور کے مشہور شاعر غلام ناصر صاحب نے نعتیہ کلام اور رد قادیانیت پر نظم پیش فرمائی۔

اسکے بعد حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی مدظلہ العالی سے کانفرنس کا افتتاح کرنے کی گزارش سے پہلے جناب مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی جنرل سیکریٹری جمعیت علماء ہند نے حضرت موصوف کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ موصوف ندوۃ العلماء کے ناظم اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر محترم اور دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن ہونے کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کی بیسوں تنظیموں کے اہم رکن ہیں خصوصاً رد قادیانیت کے موضوع سے حضرت موصوف کا گہرا ربط ہے، چنانچہ اپنے شیخ و مرشد کے حکم ہی پر موصوف نے لاہور قیام کے زمانہ میں ۱۹۵۲ء میں "القادیانی والقادیانیۃ" عربی میں تصنیف فرمائی، پھر اسکا اردو ایڈیشن بھی تیار فرمایا، اور پھر انگلش میں یہ کتاب آئی۔ اور ہر زبان میں اسکے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

حضرت موصوف نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قادیانی نبوت انگریزی سامراج کا خود کاشتہ پودا ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو کمزور کرنا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ تحریک انگریزوں نے اسلئے شروع کرائی تھی تاکہ ۱۸۵۷ء کے بعد ایشیا اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو انتظامی و اخلاقی انحطاطی دور آیا تھا۔ اس کا فائدہ اٹھا کر اسلامی ملکوں پر قبضہ کر لیا جائے، یہ یورپ کا ایک پلان تھا جسے وہ اکثر صلیبی جنگوں کی صورت میں ظاہر کرتے رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریک کا ذکر فرمایا، جو علماء کرام کے ذریعہ اس طرح کے فتنوں کی سرکوبی کیلئے چلائی گئی تھی۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ انگریزوں کے نزدیک مسلمانوں کا ذوق شہادت اور جذبہ جہاد ایک نیا تجربہ تھا اس لئے انگریزوں نے مسلمانوں کو ملک و قوم کیلئے خطرناک سمجھا اور یہ وہ خوف تھا جس کی وجہ سے انگریزی سامراج نے مسلمانوں کو کمزور اور منتشر کرنے کیلئے یہ فتنہ کھڑا کیا جس کی شہادتیں تاریخ اوراق میں بکھری پڑی ہیں۔

اسکے بعد قومی شاعر جناب حافظ اسحاق سہارنپوری نے رد قادیانیت پر اپنا کلام پیش فرمایا۔ حافظ سہارنپوری کی نظم کے بعد دہلی کے مشہور سماجی کارکن جناب بابو دوست محمد قریشی صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش فرمایا جس میں آپ نے شرح وبسط کے ساتھ دہلی کی عظمت، اسکی دینی ومذہبی خدمات اور اہم شخصیات کا تذکرہ فرماتے ہوئے فتنہ قادیانیت کی دسیسہ کاریوں کا بھرپور تعاقب کرنے کی اپیل کی، اور بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ، اپنے احباب، رفقاء و اراکین مجلس استقبالیہ کی طرف سے سبھی مہمانانِ عظام اور حاضرینِ گرامی کا تہہ دل سے استقبال فرمایا، معاونین کا شکریہ ادا فرمایا۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد صدر کانفرنس پاسبان ختم نبوت امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے اپنا پر مغز طویل تحریری خطبہ صدارت پیش فرمایا، آپ نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

آج ہم اسلام کے جس بنیادی عقیدہ کے تحفظ کے سلسلہ میں اپنی ایمانی غیرت وحمیت کے اظہار کیلئے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ ہر مسلمان کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے، شریعت اسلامی اور اسکی بنیادوں سے ادنٰی واقفیت رکھنے والا انسان بخوبی جانتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کا جزو ہے، دین اسلام کی اساس اور تاقیامت امت کی شیرازہ بندی اور اتحادی کی اصل بنیاد ہے۔

قادیانیت انگریزی سامراج کا بویا ہوا بیج ہے جسکا مقصد ملت کی شیرازہ بندی کو ختم کر کے انتشار پیدا کرنا اور اپنی حکومت کے دن بڑھانا تھا، موصوف نے تاریخی حوالوں سے واضح کیا کہ نبوت کے دعویٰ کیلئے چند افراد کا انٹریو انگریز نے لیا اور مرزا قادیانی کو اس ملعونیت کے لئے منتخب کیا۔

حضرت امیر الہند نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکی ذریت کی دسیسہ کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے اخیر میں انتہائی دل سوزی کے ساتھ مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اگر پوری سرگرمی سے اور قوت کیساتھ اس فتنہ پر بند نہ لگایا گیا تو اندیشہ ہے کہ ملک کے ہزاروں مسلمان لالچ اور جہالت کی بنا پر ارتداد کے قعرِ ضلالت میں گر پڑیں گے۔

خطبہ صدارت کے بعد اجمیر سے آئے ہوئے مشہور صاحب طرز شاعر جناب راہی شہابی نے رد قادیانیت پر ایک منظوم کلام پیش فرمایا، اسکے بعد ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند مولانا قاری محمد عثمان

صاحب منصور پوری نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جانفشانی کرنے والوں کی حق میں حضور اقدس ﷺ کی سہانی بشارتوں کے دو ایک واقعات بسلسلہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سنا کر توجہ دلائی کہ ہم سب کا مقصد اصلی یہی ہونا چاہیئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خصوصی توجہات حاصل کریں۔

جلسہ کے اناؤنسر مولانا عبدالعلیم فاروقی نے عالمی شہرت یافتہ اسلامی یونیورسٹی ازہرالہند دارالعلوم دیو بند کے مہتمم گرامی قدر اور صدر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند سے گزارش کی کہ کانفرنس کی تاریخی قرارداد جو چار اہم تجاویز پر مشتمل ہے پیش فرمائیں۔

حضرت موصوف نے یہ تجاویز خود پڑھ کر سنائیں، جن میں قادیانیوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ کلمہ طیبہ اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال فوراً بند کریں، کیونکہ وہ مرتد زندیق ہیں، حکومت ہند سے کہا گیا کہ قادیانی لوگوں کو غیر مسلم قرار دے۔

تجاویز کی تائید کے سلسلے میں پہلی تقریر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث و ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس ختم نبوت دارالعلوم دیو بند نے فرمائی، موصوف نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے، حدیث شریف کی روشنی میں واضح فرمایا کہ جھوٹی نبوت کی دوکان مال و زر کے بل بوتے پر چلتی ہے، خدائی تائید سے خالی ہوتی ہے عقیدہ ختم نبوت رحمت ہے اسکی بغاوت زحمت ہے و آزمائش ہے اسلئے قادیانی فتنہ کا جم کر مقابلہ کرنا ہمارا ایمانی حصہ ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب مہاجر مدنی کے صاحبزادے جناب مولانا طلحہ صاحب مدظلہ نے مائک پر تشریف لا کر تجاویز کی تائید کی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے (آمین)!

تجاویز کی تائید میں جناب مولانا عبدالوہاب خلجی جنرل سیکریٹری جمعیت اہل حدیث نے حضرات علماء دیو بند اور علماء اہل حدیث کی رد قادیانیت کے بارے میں زریں خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا اور فرمایا کہ میں مرزا طاہر کو (جو قادیانیوں کا آجکل سربراہ ہے) مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں۔

اخیر میں مولانا سید اسعد مدنی، مدظلہ نے تمام سامعین سے سوال کیا کہ آپ کو یہ تجاویز منظور ہیں، سب نے بالاتفاق ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔

تجاویز کی تائید کے لئے مختلف مکاتب فکر کے اہم حضرات کے نام طے تھے مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہوسکا، کیونکہ سوا گیارہ بجے کے بعد جلسے کی اجازت نہیں تھی۔

تائید کے سلسلہ کے بعد جناب حاجی فیاض الدین صاحب مالک ہوٹل والے نے بحیثیت جنرل سیکریٹری مجلس استقبالیہ تمام مہمانوں اور معاونوں کا شکریہ ادا کیا، اور فرمایا کہ یہ پہلا اجلاس ہے، آخری نہیں ہے ہم آئندہ بھی ایسے پروگرام کرتے رہیں گے انشاء اللہ!

اخیر میں ناظم اجلاس جناب مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب نے اراکین مجلس استقبالیہ شہر دہلی ہمدردان، دور دراز سے تشریف لانے والے علماء کرام اور سامعین کا شکریہ ادا فرمایا، اور ٹھیک سوا گیارہ بجے یہ تاریخی کانفرنس حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند کے پر تاثیر دعا پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

کانفرنس میں ملک کے تقریباً تمام صوبوں کے علماء کرام نے شرکت فرمائی۔

(حضرت مولانا قاری) محمد عثمان (صاحب) منصور پوری
ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند

۱۴/جون ۱۹۹۷ء کو جامع مسجد شاہجہانی کے سامنے اردو پارک میں "عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس" کی قرارداد کا متن

مذہب اسلام کے بنیادی عقائد میں وحدانیت اور رسالت کا اقرار شامل ہے اور عقیدہ ختم رسالت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا پیغمبر ماننے کے ساتھ ساتھ خاتم النبیین یعنی سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی بھی مانا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۴۰ء تا ۱۹۰۸ء) نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا، اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی اور جو مرزا قادیانی کی نبوت کو نہ مانے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ان وجوہات کی بناء پر اسی وقت سے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے مفتیان و علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین کے مرتد اور زندیق ہونے کے متفقہ فتاوے صادر کئے، اور سرکاری عدالتوں میں بھی مکمل بحث و تمحیص کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

(۱) لہذا یہ عظیم الشان کانفرنس قادیانیوں (نام نہاد احمدیوں) کو آگاہ کرتی ہے کہ اسلام کے نام سے اپنے مذہب کا پرچار کرنا فوراً بند کریں، تمہارا عقائد کفریہ پر اسلام کا لیبل لگانا ایسی ہی دھوکہ بازی ہے جیسے شراب کی بوتل پر زمزم کا لیبل لگا کر شراب کا کاروبار کرنا۔ لہذا یہ اسلام کی زبردست توہین ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

(۲) نیز یہ کانفرنس پوری سنجیدگی کے ساتھ حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانیوں کو مسلم فرقہ سے الگ کر کے غیر مسلم قرار دے اور انہیں مسلمانوں والا کلمہ طیبہ، اور دوسری اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے، اور اپنی عبادت گاہیں مسجد کی شکل بنانے، اور ان کو مسجد کا نام دینے سے روکے۔

(۳) یہ کانفرنس مسلمانوں پر واضح کر دینا چاہتی ہے کہ قادیانی لوگ مرتد بلکہ زندیق اور کافر ہیں یعنی کفر پر ایمان و اسلام کی ملمع سازی کر کے کفر پھیلانے میں مصروف ہیں، لہذا قادیانی لوگ خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق ایسے لوگوں سے تعلقات اور دوستی رکھنا ایمان کے خلاف ہے اس لئے ان کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کا مکمل سماجی، معاشرتی بائیکاٹ کرنا واجب ہے ان سے سلام و کلام، لین دین، اور تعلقات رکھنا، ان کی تقریبات میں شریک ہونا، ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا، ان سے رشتہ ناطہ، اور شادی بیاہ کرنا، مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردوں کو دفن کرنا، غرض یہ کہ مسلمانوں جیسا سلوک ان کے لئے روا رکھنا قطعی حرام ہے۔ لہذا تمام مسلمان عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے نام نہاد احمدیوں (یعنی قادیانیوں و لاہوریوں کے بارے میں) شرعی حکم پر عمل پیرا ہو کر ان کا مکمل بائیکاٹ کریں، اور اپنی ایمانی غیرت و حمیت کا مظاہرہ کر کے حضور اقدس ﷺ کی خصوصی توجہات اپنی طرف مبذول کرانے کی سعادت حاصل کریں۔

(۴) یہ کانفرنس تمام اہل مدارس اسلامیہ اور مسلم تنظیموں سے اپیل کرتی ہے کہ قادیانی عبادت گاہوں اور دوسرے تمام مقامات پر جہاں وہ ارتدادی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں کڑی نگاہ رکھیں اور ان کی سرگرمیوں کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کریں۔

مجلس کے رہنماؤں کی گوجرانوالہ آمد اور اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر پیر طریقت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' سیکرٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور ناظم تبلیغ مدیر لولاک مولانا اللہ وسایا گوجرانوالہ کے ہنگامی دورہ پر تشریف لائے اور انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد کے گھر جاکر ان کے جواں سال بیٹے کی رحلت پر اظہار تعزیت کیا اور دعائے مغفرت کی۔ مجلس ضلع گوجرانوالہ کا تعزیتی اجلاس ضلعی نائب امیر حافظ شیخ بشیر احمد کی صدارت میں ہوا جس میں مرحوم کی رحلت پر رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا اور مولانا آزاد سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ اجلاس میں مجلس ضلع سیالکوٹ کے سابق امیر ملک منظور الٰہی کی رحلت پر قرار داد تعزیت منظور کی گئی۔ اجلاس سے مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ محمد یوسف عثمانی' مولانا عبدالقدوس عابد' حافظ احسان الواحد' حافظ محمد ثاقب' قاری محمد طیب فاروقی' محمد امان اللہ قادری' سید احمد حسین زید اور دیگر نے اظہار خیال کیا۔ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس کھر پہ ضلع سیالکوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ مرزائی دین و دنیا میں ذلیل و رسوا ہورہے ہیں اور ان کے جھوٹ کا پردہ چاک ہوگیا ہے۔ اب وہ اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لئے جھوٹے پروپیگنڈہ کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔ ان کے صد سالہ جشن کو گزرے عرصہ ہوگیا ہے مگر کہیں بھی قادیانیت کو غلبہ حاصل نہیں ہے۔ اب وہ وقت قریب ہے کہ انشاء اللہ دنیا بھر سے قادیانیت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ عام لوگ بھی قادیانیوں کے فریب سے آگاہ ہوچکے ہیں۔ قادیانی اپنے عیاں ہونے پر مشتعل ہوگئے ہیں اور انہوں نے دہشت گردی اور تخریب کاری کا راستہ اپنا لیا ہے۔ بموں کے دھماکوں' قتل و غارت' فسادات اور فرقہ واریت کے پس پردہ قادیانی اور غیر ملکی ہاتھ ہیں حکومت کو قادیانیوں کی ان سرگرمیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے نواحی گاؤں کھر پہ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس کی صدارت محقق و مصنف مولانا عبداللطیف مسعود نے کی اور کانفرنس سے عالمی مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا نورالحسن انور' قاری محمد شفیق ڈوگر' مولانا قاری صالح احمد عثمانی' مولانا بشیر احمد قاسمی' مولانا سید اعجاز حسین شاہ اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ کلیدی اسامیوں پر کام کرنے والے مرزائی جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور وہ غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر ملکی سالمیت کے منافی

کام میں مصروف رہتے ہیں۔ حکومت ان پر کڑی نظر رکھے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے الگ کرے۔ انہوں نے ملک میں خلافت راشدہ کے نظام کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور علماء کی بلا جواز گرفتاریوں کی مذمت بھی کی۔

ختم نبوت کانفرنس پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ مرزا غلام احمد آنجہانی کا دعویٰ مسیحیت جھوٹ اور دروغ گوئی پر مشتمل ہے۔ مرزائی جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید اور احادیث نبوی میں تحریف کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور قرب قیامت کی نشانی کی حیثیت سے تشریف لاکر اعلائے کلمتہ الحق کا فریضہ ادا کریں گے۔ مرزا غلام احمد آنجہانی نے انگریزوں کی شہ پر ولائت سے لے کر نبوت تک کے تمام دعوے مرحلہ وار کئے اور دجل و فریب کے سہارے لوگوں کو گمراہ کرنے کا چکر چلایا۔ جدید دور میں مرزائی جدید ترین وسائل کو بروئے کار لاکر لوگوں کو گمراہ کرنے کا شیطانی کام کر رہے ہیں۔ ہماری حکومتیں بھی شیطان کی آلہ کار بن کر رہ گئی ہیں اور بادل نخواستہ مرزائیت نوازی کر کے دولت ایمان سے محروم ہوتی رہتی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے نواحی گاؤں پنڈی بھاگو میں نزول مسیح و امام مہدی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت ضلعی امیر پیر سید شبیر احمد گیلانی نے کی۔ کانفرنس سے مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' مورخ اور ممتاز عالم دین مولانا عبد اللطیف مسعود' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا حافظ محمد ثاقب' مولانا قاری محمد اسحاق نعمانی' مولانا احمد مصدق قاسمی' مولانا نور الحسن انور' مولانا قاری امتیاز احمد' مولانا بشیر احمد قاسمی' قاری شفیق احمد ڈوگر اور حافظ جمشید عزیز معاویہ نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں عالمی مجلس ضلع سیالکوٹ کے ایک قافلہ نے پیر سید شبیر احمد گیلانی کی قیادت میں شرکت کی۔ ورک کنگرہ روڈ پر مولانا قاری امتیاز احمد کی زیر قیادت علاقہ کے عوام نے قافلہ کا استقبال کیا اور عصرانہ دیا۔

ختم نبوت کانفرنس وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مولانا اللہ وسایا مدیر لولاک نے کہا ہے کہ باطل قوتوں نے مسلمانوں کو قوت ایمانی سے محروم کرنے کے لئے ہر دور میں جھوٹے نبی کھڑے کئے ہیں اور مسلمانوں نے ہر دور میں نہ صرف ان شیطانی پیغمبروں کو جھٹلایا بلکہ ان کا پوری قوت سے مقابلہ کر کے ان کی سرکوبی کا فریضہ بھی ادا کیا۔ جدید دور میں آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز استعمار کی اعانت سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور ان سے فراہم کئے تحفظ اور پناہ کے بل بوتے پر قادیانی آج بھی دجل و فریب کے سہارے گمراہی کا جال بچھائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے اتحاد و اتفاق کی قوت سے کام لے کر قادیانیت کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری' امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری اور اس قافلہ کے دیگر مخلص رہنماؤں کی محنتوں

اور قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر میں مرزائی پناہ کی تلاش میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ فریب کے سہارے وہ کچھ عرصہ نکال لیتے ہیں اور پھر ان کی حقیقت آشکار ہوتی ہے تو کسی اور منزل کے لیے چل پڑتے ہیں۔ مرزائی اسرائیل کے یار اور یہودیوں کے وفادار ہیں وہ اسلام اور پاکستان کے کبھی بھی مخلص نہیں ہوسکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے دارا کوتراں وزیر آباد میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت جماعت اسلامی کے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور سابق ضلعی امیر شیخ محمد انور زبیری نے کی۔ کانفرنس سے جمعیت اہلحدیث کے رہنما مولانا محمد رفیق سلفی' ادارہ منہاج القرآن کے رہنما سید ضیا' نور شاہ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' ضلعی کنوینر رکنیت سازی حافظ محمد ثاقب' ضلع منڈی بہاؤالدین کے کنوینر رکنیت سازی مولانا محمد طیب فاروقی' تحصیل وزیر آباد کے کنوینر مولانا عبد الغفور قاسمی اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں مختلف قراردادوں کے ذریعے دینی کارکنوں کی ہلاکت علماء کرام کی گرفتاریوں' کراچی کے بگڑتے ہوئے حالات' روز افزوں مہنگائی اور معاشی عدم استحکام پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے اصلاح احوال کے لیے فوری اقدامات کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ ان تمام حالات کی درستی صرف اور صرف خلافت راشدہ کے نظام کے نفاذ سے ہی ممکن ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کا ماہانہ اجلاس

قصور درپ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت بقیۃ السلف حضرت مولانا سید طیب شاہ صاحب ہمدانی نے کی تلاوت جناب قاری احسان اللہ رحیمی صاحب نے کی بعد میں اجلاس کی غرض و غایت مبلغ ختم نبوت ضلع اوکاڑہ و قصور جناب مولانا عبد الرزاق مجاہد شجاع آبادی نے بیان کی کہ یوسف کذاب کے معاملے کو حکومت طوالت دے رہی ہے اور جبکہ تمام ثبوت اس کے کفریہ عقائد منظر عام پر آجانے کے بعد اس کا کوئی جواز نہیں۔ اس پر شدید احتجاج کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ ایک قرار داد کی صورت میں تمام خطباء حضرات آئندہ جمعہ اس عنوان پر پڑھائیں گے اور جو کال جماعت ہمیں دے گی اس پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔

مولانا عبد الرزاق مجاہد نے مختلف مساجد میں درس دیئے۔ اجلاس میں سٹی قصور سے مولانا رضا الرحمٰن' قاری احسان اللہ' حافظ عطاء اللہ' اللہ دتہ مجاہد قاری بلال بہادر' قاری حبیب اللہ قادری' قاری محمد اسحاق' محمد ریاض' حافظ محمد اکرم' محمد حامد' حافظ عبد اللطیف' احمد حسین قمر' حکیم محمد علی تبسم' محمد صادق' محمد عاصم' محمد عرفان کے علاوہ کثیر کارکن اجلاس میں شریک ہوئے۔

اظہار تعزیت:۔ قاری مشتاق احمد رحیمی امیر ختم نبوت سٹی قصور کے برادر محترم جناب حاجی محمد حنیف گزشتہ دنوں سیالکوٹ میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں قتل ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔ شرکاء اجلاس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ' حضرت

بقیہ ص ۳۱ پر

احتساب قادیانیت جلد دوم

مجموعہ رسائل

شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

عالمی مجلس کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے اکابرین امت کی رد قادیانیت پر نگارشات قلم کو یکجا کر کے احتساب قادیانیت کے نام سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

احتساب قادیانیت جلد اول جو مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کے ۱۴ رسائل پر مشتمل ہے اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اب احتساب قادیانیت جلد دوم شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے رد قادیانیت پر دس رسائل کو یکجا کر کے شائع کیا ہے

حضرت کاندھلویؒ کے دس رسائل جو احتساب قادیانیت جلد دوم یکجا کیے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

ختم نبوت۔ شرائط نبوت۔ حضرات صوفیاء کرام اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر مرزائیوں کا بہتان و افتراء۔ الاعلام بمعنی الوحی و الکشف و الالہام۔ کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ المعروف۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام۔ القول المحکم فی نزول بن مریم۔ لطائف الحکم فی اسرا۔ نزول ابن مریم بمع ظہور مہدی۔ اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف۔ دعاوی مرزا۔ احسن البیان فی تحقیق مسئلۃ الکفر والایمان یعنی مسلمان کون؟ کافر کون؟۔ صفحات ساڑھے پانچ صد۔ کاغذ عمدہ سفید۔ کتابت کمپیوٹر۔ طباعت انتہائی اعلیٰ ٹائٹیل۔ چار رنگ۔ جلد ڈائی دار مضبوط و خوبصورت، قیمت ڈیڑھ صد روپے (۱۵۰) رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے وی پی نہ ہوگی۔

ملنے کا پتہ

ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

فون نمبر 514122

ظالم مرزا

اللہ تعالیٰ کا صاف طور پر اعلان ہے:

”اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ.... یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہو گا.... بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا“۔

(سورہ مائدہ آیت ۵۱)

یہود سے تو یہودی مراد ہیں اور نصاریٰ سے عیسائی' انگریز بھی عیسائی ہیں۔ اللہ نے ایمان والوں کو منع فرما دیا کہ وہ ان لوگوں کو دوست بنائیں' کیونکہ یہ آپس میں تو دوست ہیں' ایمان والوں کے ہرگز دوست نہیں ہو سکتے.... اب جو انہیں دوست بنائے گا' وہ بھی انہی میں سے ہو گا' گویا یہودی' عیسائی اور انگریز ہو گا اور ان کو دوست بنانے کی وجہ سے وہ ظالم ہو گا اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے تمام زندگی انگریزوں کو دوست بنائے رکھا' دن رات ان کی تعریفیں کیں' خود کو ان کا خودکاشتہ پودا کہا۔ ان کی تعریف میں بہت سی کتابیں لکھیں' مثلاً ” تحفہ قیصریہ' ستارہ قیصریہ وغیرہ اور مرزا نے لکھا کہ انگریز میرے محسن ہیں.... میں ان کا وفادار ہوں' بلکہ میرے تو باپ دادا تک انگریزوں کے وفادار تھے.... 1857ء کی جنگ آزادی میں جب مسلمان انگریزوں سے لڑ رہے تھے تو مرزا کے خاندان نے انگریزوں کی مدد کی تھی اور گھوڑے اور ساز و سامان دیا تھا' مرزا تریاق القلوب میں ص ۱۵ پر لکھتا ہے:

”میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور جہاد کی ممانعت میں اور انگریز کی اطاعت میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتب اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں“۔

تو یہ حال تھا اس جھوٹے کا.... یعنی اللہ تعالیٰ تو فرما رہے ہیں انگریز اور یہودی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے.... اور یہ شخص ان کو دوست بنانے پر تلا رہا' ان کی تعریف میں کتابیں لکھتا رہا.... اس طرح مرزا ظالموں میں سے ہو گیا اور ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا.... جب مرزا کو ہدایت نہیں ملی تو مرزا کو نبی ماننے والوں کو ہدایت کیسے مل سکتی ہے.... مرزائیوں کو چاہیے.... اس صاف اور سادہ دلیل پر غور کریں.... اور مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام کے دامن میں آ جائیں۔

نوٹ: مرزائی ساری زندگی کوشش کرتے رہیں' پچاس الماریاں بھر کر نہیں دکھا سکتے۔

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی

سولھویں سالانہ

ختمِ نبوت کانفرنس

مُسلو کالونی (ربوہ) صِدیق آباد

۲،۳ اکتوبر ۹۷ء مطابق ۲۹، ۳۰ جمادی الاوّل ۱۴۱۸ھ بروز جمعرات، جمعہ

زیرِ صدارت: مخدوم المشائخ، حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پاکستان

علماء مشائخ

سیاسی قائدین

دانشور اور وکلاء

خطاب فرمائیں گے

فون نمبرز

ملتان	اسلام آباد	گوجرانوالہ	لاہور	سرگودھا	فیصل آباد	ٹنڈو آدم	کراچی	ربوہ	کوئٹہ
۵۱۴۱۲۲	۸۲۹۱۸۶	۲۱۵۶۶۳	۵۸۶۲۴۰۴	۷۱۰۴۷۴	۹۳۳۵۲۲	۷۱۶۱۳	۷۸۰۳۳۷	۹۶۶	۸۴۱۹۹۵

عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پاکستان ملتان